فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو" (القرآن)

اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ

لاعلمی کا علاج پوچھنے میں ہے۔ (الحدیث)

تحفۂ اہلحدیث

(شاہ ویک)

ابو بلال جھنگوی

ادارہ "العزیز" نزد جامع مسجد صدیقیہ گلہ برف خانہ سیالکوٹ روڈ کھوکھر کی گوجرانوالہ

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا

س : السلام علیکم! بھائی جان' آپ کا کیا حال ہے؟
غ : وعلیکم السلام! حال ٹھیک ہے۔ فرمایئے کیسے بیٹھے ہو؟
س : یار ایک دو دفعہ آپ کو پہلے بھی یہاں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ کئی دفعہ ارادہ کیا ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر چند باتیں کرنے کا موقع مل جائے۔ بہرحال آج جی چاہا کہ بیٹھ ہی جائیں۔
غ : بادشاہو..... جب چاہو جتنا چاہو بیٹھو اور چند نہیں بلکہ دل کھول کر باتیں پوچھو۔
س : بھائی صاحب عرض یہ ہے کہ پہلے بھی آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں سر سے ٹوپی اتار کر نیچے پھینک دیتے ہیں۔ دائیں ہاتھ کو بائیں کہنی پر مار کر ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور گردن کو اکڑا کر پیر خوب چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ ان کی ذرا وضاحت ہو جائے۔
غ : ضرور وضاحت ہو گی۔ ہم کرتے ہی اس لیے ہیں کہ ہم سے کوئی سوال کرے اور ہم لوگوں کی فقہ سے جان چھڑا کر صرف اور صرف قرآن و حدیث پر لگائیں۔
س : بھائی بہت اچھا! ان مسائل کی گفتگو اور تحقیق سے پہلے آپ

جو ایک ہاتھ سے سلام کرتے ہیں اور خوب اکڑ کر ذرا اس کی تو وضاحت ہو جائے۔

غ : بالکل ٹھیک ہے۔ گفتگو سے پہلے میری بات کان کھول کے سنو کہ ہم قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ شفقہ نہیں مانتے۔ ہمارا جو بھی مسئلہ ہو ہم ڈائریکٹ قرآن و حدیث سے لیتے ہیں۔ کسی صحابی یا امام کا کوئی قول یا قولی ہو تو ہم اسے بڑے آرام سے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم کسی امام شمام کی تقلید کرتے ہیں۔

س : بھائی جان بہت اچھے! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ قرآن و حدیث کے مقابلے میں اگر کسی کی بات ہو تو وہ واقعی ناقابل عمل ہو گی جبکہ حدیث صحیح کے خلاف ہو۔ اور کتاب اللہ سے بھی ٹکراتی ہو۔

غ : دیکھو آپ نے جو نماز کی گفتگو سے پہلے مصافحہ کا مسئلہ چھیڑا ہے، دو ہاتھ سے مصافحہ کسی حدیث میں بھی نہیں آیا ہے۔ بلکہ جہاں بھی سلام اور مصافحے کی حدیث آئی ہے "ید" کا لفظ آتا ہے۔ اور "ید" صرف اور صرف ایک ہاتھ کو کہتے ہیں۔ عربی میں دو ہاتھوں کو "یدان" کہتے ہیں۔

س : بھائی جان! پہلی بات تو یہ ہے کہ ید صرف اور صرف ایک ہاتھ کو کہتے ہیں یہ ہی غلط ہے۔ بلکہ ید اسم جنس ہے اور جنس قلیل اور کثیر دونوں پر صادق آتی ہے۔ اگر ید کے لفظ سے آپ نے صرف ایک ہاتھ مراد لیا ہے تو دایاں ہاتھ حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

غ : آپ تو علمی باتیں چھیڑنا چاہتے ہیں۔ مجھے صرف دو ہاتھ کا لفظ دکھاؤ اور بس!

س : بھائی جان! میں نے آپ سے پہلے ہی مفصل بات کرنے کی اجازت چاہی ہے۔ آج بس نہیں ہوگی بلکہ تفصیل ہوگی۔ دیکھو حدیث شریف میں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا منع ہے۔ اس طرح آپ قرآن پاک کی کسی آیت سے یا حدیث شریف سے دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرنا اور بائیں ہاتھ سے مصافحہ کی ممانعت ثابت کردیں تو آپ کا دعویٰ مدلل ہوگا جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ صرف ید سے ایک ہاتھ مراد لینا اور پھر وہ بھی دایاں تو یہ کہاں سے آپ نے ثابت کیا ہے؟

غ : مجھے دو ہاتھ کے لفظ دکھاؤ اور وہ بھی صرف بخاری میں۔ اس کے علاوہ آپ کوئی کتاب پیش نہیں کر سکتے۔

س : بھائی جان! ناراض کیوں ہوتے ہو۔ ابھی تک آپ نے اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کیا کسی کتاب سے بھی۔ اور مجھ سے مطالبہ صرف بخاری کا۔ دیکھو اگر آپ مجھ سے مطالبہ بخاری کا کریں گے تو میں بھی ہر مسئلہ میں آپ سے بخاری سے ثبوت مانگوں گا۔ اگر آپ سارا دین بخاری سے لیتے ہیں تو مجھے بھی بخاری کا پابند کر سکتے ہو ورنہ نہیں۔

غ : وہ کون سا مسئلہ ہے جو ہم مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں لیکن وہ بخاری میں نہیں ہے؟

س : بھائی صاحب! سب سے پہلے جو آپ کے مسلک کی پہچان ہے یعنی سینہ پر ہاتھ باندھنا بخاری تو کجا یہ صحاح ستہ میں بھی نہیں۔

غ : یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارا مسئلہ حدیث اور پھر صحاح ستہ میں نہ ہو۔ دیکھو سینہ پر ہاتھ باندھنا یہ حدیث مراسیل ابی داؤد ص ۶ میں آتی ہے۔

س : بھائی جان! مراسیل ابی داؤد صحاح ستہ میں شامل نہیں بلکہ امام ابی داؤدؒ کا ایک الگ رسالہ ہے۔ اس کو سنن ابی داؤد کے ساتھ جلد کر دیا گیا ہے جس سے آپ کو غلطی لگی ہے۔ جس طرح شمائل ترمذی، ترمذی کے ساتھ جلد کر دی جاتی ہے حالانکہ وہ ایک الگ کتاب ہے دوسرا مرسل روایت کو غیر مقلد علماء حجت نہیں سمجھتے۔

غ : ہمارا کونسا مسئلہ ہے جو بخاری میں نہیں ہے؟

س : (۱) سینہ پر ہاتھ باندھنا (۲) ٹانگیں چوڑی کرنا۔ (۳) اکڑ کے کھڑے ہونا (۴) آپ کی اذان بخاری میں نہیں ہے۔ (۵) آپ کی رکعتیں بخاری میں نہیں۔ یعنی ہر نماز کے کتنے فرض اور کتنی سنن ہیں۔ (۶) نماز کے فرائض، واجبات نماز کے مکروہات بخاری میں نہیں ہیں۔ (۷) آپ حضرات جو جنازہ پڑھتے ہیں اس کی تفصیل بخاری میں نہیں ہے۔ (۸) عید پڑھنے کا طریقہ بخاری میں نہیں ہے۔ (۹) بیٹھ کر پیشاب کرنا بخاری میں نہیں۔ (۱۰) آپ نے اپنے جھنڈے پر تلوار بنائی ہے اور اس پر کلمہ لکھا ہے۔ یہ دونوں چیزیں بخاری تو کجا دنیا کی کسی

کتاب سے ثابت نہیں ہیں کہ حضور علیہ السلام کے جھنڈے پر تلوار بھی ہو اور کلمہ بھی، بلکہ یہ بدعت ہے۔ اگر دوسرے لوگ نماز کے بعد کلمہ بلند آواز سے پڑھیں تو بدعتی ہیں۔ اور آپ ایک نیا جھنڈا ایجاد کر لیں تو بدعتی نہ ہوں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ تلک عشرۃ کاملہ۔

غ : مجھے صرف اور صرف دو ہاتھ سے مصافحہ والی حدیث دکھاؤ۔ بخاری سے نہ سہی چلو کسی حدیث کی کتاب سے دکھا دو۔

س : بھائی جان! آپ نے نہ معلوم بخاری کبھی دیکھی بھی ہے یا نہیں۔ بخاری شریف ص ۹۲۶ ج ۲) پر امام بخاریؒ باب باندھتے ہیں۔ "باب المصافحہ" اس کے نیچے ہاتھ سے مصافحہ والی حدیث لاتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دو ہاتھوں کے درمیان میرا ہاتھ تھا۔ کفی بین کفیہ

غ : آپ نے غلط بیانی کی ہے۔ یہاں مصافحے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

س : غلط بیانی نہیں کی بلکہ امام بخاریؒ ص ۹۲۶ ج ۲ پر اس حدیث کو "باب المصافحہ" میں لائے ہیں۔

غ : ہم کسی کا باب شاب نہیں مانتے۔ ہم صرف حضور ﷺ کی حدیث مانتے ہیں۔

س : بھائی جان! فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں امام بخاریؒ نے جو باب بخاری ص ۱۰۴ ج ۱ پر باندھا ہے جب مسئلہ فاتحہ کا آتا ہے تو اس

وقت باب شاب مانے جاتے ہیں۔ یہاں باب شاب کا انکار کیوں ہوگیا ہے۔ یہ تومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کا رویہ آخر کس کا تھا۔ دوسرا مسئلہ رفع یدین کے ترک میں جب اہل سنت والجماعت مست گھوڑوں والی روایت پیش کرتے ہیں اس وقت ہر غیر مقلد وہابی چیختا ہے کہ مسلم ص ۱۸۱ ج ۱ پر باب دیکھو۔ وہاں باب نہ بخاریؒ کا ہے نہ مسلمؒ کا بلکہ امام نوویؒ نے باندھا ہے۔ وہ بھی باب الامر بالسکون فی الصلوۃ (نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب) بھائی صاحب! اس وقت آپ کو بڑے باب یاد آتے ہیں اور جب اپنے خلاف پڑا امام بخاری کا باب تو فوراً" کہہ دیا ہم باب شاب نہیں مانتے۔

غ : چلو میں باب کو مانتا ہوں لیکن دیکھو اس میں بے شک نبی علیہ السلام نے دو ہاتھ دیے ہیں لیکن صحابیؓ نے تو ایک ہی ہاتھ دیا ہے نا!

س : جی بھائی صاحب! صحابیؓ رسول نے ایک ہاتھ آگے کیا ہو یہ کن لفظوں سے ثابت ہے۔

غ : کفی بین کفیہ "میرا ایک ہاتھ آپ ﷺ کے دو ہاتھوں کے درمیان تھا"

س : پیارے! آپ ذرا میری طرف ہاتھ بڑھائیں۔ دونوں ہاتھ آگے کریں۔ دیکھو مصافحہ ہو رہا ہے۔ آپ کے دونوں ہاتھ ہیں لیکن میرے دو ہاتھوں کے درمیان جو ہاتھ آرہا ہے وہ صرف ایک ہی ہاتھ ہے۔ دوسرا تو باہر ہے۔ اسی طرح میرا بھی ایک ہی ہاتھ آپ کے دو ہاتھوں

کے درمیان ہے۔ اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ صحابیؓ نے ایک ہاتھ دیا تھا۔ صحابہؓ کرام تو آپ ﷺ کے اشارہ ابرو پر مرمٹنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ ان سے یہ توقع کرنا کہ حضور علیہ السلام دو ہاتھ دیں اور صحابیؓ ایک ہاتھ بڑھائے ناممکنات میں سے ہے۔ بفرض محال ایک منٹ کے لیے تسلیم کر لیتے ہیں کہ صحابیؓ نے ایک ہاتھ دیا تھا تو پھر بھی ہمارے واسطے اسوۂ رسول ﷺ مقدم ہے۔ بہت سارے مقامات پر جب اہل السنت اقوال صحابہؓ پیش کرتے ہیں تو تم فوراً" یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہو کہ صحابیؓ کی بات حجت نہیں۔ ہم نہیں مانتے۔ (تراویح' طلاق وغیرہ مسائل میں)

غ : اگر ہم دو ہاتھ دیں تو پیغمبرؐ کے ساتھ مشابہت ہو گی۔ اس واسطے ایک ہاتھ دیتے ہیں۔

س : بھائی! پھر اگر ہم ایک ہاتھ دیں تو صحابیؓ کے ساتھ مشابہت ہو گی تو میرا خیال ہے صرف انگوٹھا ملانا چاہیے تا کہ نہ پیغمبرؐ سے مشابہت ہو اور نہ ہی صحابیؓ سے۔ بھائی ! یہ صرف اور صرف حدیث پاک سے جان چھڑانے کے طریقے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے۔

غ : آپ نے "ید" والے سوال کا جواب نہیں بتایا اور نہ ہی اس کی وضاحت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ید کا معنی صرف ایک ہی ہاتھ ہوتا ہے۔

س : بھائی ایک ہاتھ "ید" کا معنی کرنا آپ کے لیے نقصان دہ ہے

کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں" تو آپ کے نزدیک معنی یہ ہوگا کہ دائیں ہاتھ سے کسی مسلمان کو تنگ نہ کرے۔ بائیں سے اس کی جیب کاٹ لے، چھری مار کے کسی کو ہلاک کر دے یہ جائز ہوگا۔

غ : ہاں یار! یہ معنی تو واقعی غلط ہے۔ اچھا ایک ہاتھ سے سلام یہ کون کرتا ہے۔

س : بھائی! انگریز کرتا ہے۔ گڈ مارننگ اور پھر ایک ہاتھ ملاتا ہے۔

غ : ہماری فوج کا قانون بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہے۔ آپ فوج کو نہیں مانتے؟

س : بھائی فوج میں دیگر قوانین کی طرح یہ بھی قانون انگریزی قانون ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اب آپ فوج کا سہارا لے رہے ہیں جبکہ پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ قرآن و حدیث سے باہر نہیں جائیں گے۔ بہرحال سنت نبوی ﷺ دو ہاتھوں سے سلام کرنا ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ننگے سر نماز پڑھنا

غ : دوسرا مسئلہ، ننگے سر نماز پڑھنے کا تھا۔ آپ نے سر سے ٹوپی اتارنے کا سوال کیا ہے تو یہ کام میں نے عین سنتِ نبوی کے مطابق کیا ہے۔

س : اگر ننگے سر نماز پڑھنا سنت ثابت ہو جائے تو ہم بھی ایسا کریں گے۔ آپ ذرا سنت کی تعریف کریں۔

غ : جو کام اللہ کے نبیؐ نے کیا ہو وہ سنت ہے اس کا کرنا ہمارے لیے باعث اجر و ثواب ہے۔

س : آپ کو سنت کی تعریف کسی نے غلط بتائی ہے۔ جو کام حضور علیہ السلام نے ایک آدھ مرتبہ کیا ہو یا کر کے چھوڑ دیا ہو وہ سنت نہیں ہوتا۔

غ : تو پھر سنت کس چیز کو کہتے ہیں؟

س : جو کام نبی پاک علیہ السلام نے ہمیشہ کیا ہو وہ سنت ہوا کرتی ہے۔ جو کام کر کے چھوڑ دیا ہو یا کبھی کیا ہو بعد میں نہ کیا ہو سنت نہیں۔

غ : جو کام حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ بھی کیا ہو ہم اسے بھی سنت کہتے ہیں۔

س : پھر تو آپ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو سنت کہتے ہوں گے

کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تھا۔ (بخاری ص ۳۵ ج ۱، ص ۳۶ ج ۱، ص ۳۳۶ ج ۱) اور بخاری شریف میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث۔ ایک جگہ بھی نہیں آئی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث مسلم شریف میں بھی نہیں اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث ہے۔ (مسلم ص ۱۳۳ ج ۱ حضور علیہ السلام نے بچی اٹھا کر نماز پڑھی ہے۔ (بخاری ص ۷۴ ج ۱ مسلم ص ۲۰۵ ج ۱) آپ علیہ السلام نے نماز کے دوران کنڈی کھولی ہے۔ (ابو داؤد) ان سب کاموں کو آپ سنت سمجھتے ہیں۔ ان سنن پر آپ نے کتنی مرتبہ عمل کیا ہے۔

غ : یہ افعال سنت نہیں ہیں؟

س : دیکھو بھائی! یہ کام آپؐ نے کیے بھی ہیں پھر بھی سنت نہیں ہیں۔ یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کا ہر فعل سنت نہیں ہے۔ مثلاً" وضو میں کلی کی ہے اور ہم اسے سنت کہتے ہیں۔ وضو کے بعد بیوی کا بوسہ بھی لیا ہے اسے سنت نہیں کہتے۔ فعل دونوں اللہ کے نبیؐ کے ہیں۔ ایک سنت ہے دوسرا نہیں۔ اسی طرح نماز میں ثناء پڑھنا سنت ہے لیکن بچی کو اٹھانا سنت نہیں ہے۔ جبکہ آپؐ نے دونوں کام کیے ہیں۔ اس بات کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اگر دونوں سنت ہیں جس طرح آپ پہلے کہہ رہے تھے تو جتنے اہل حدیث بغیر بچی اٹھائے مسجد میں آتے ہیں سب تارکین سنت میں شامل ہیں۔ اور جو بیوی کا بوسہ لے کر نہیں آتے وہ بھی تارکین سنت میں سے ہوئے اور بقول آپ کے

اجر و ثواب سے محروم ہوئے۔ آپ ذرا ان کی توجہ اس اجر و ثواب کی طرف مبذول کرائیں۔

غ : آپ کو حدیث دکھا سکتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور ایک کپڑا نیچے رکھ دیا۔

س : بھائی! اس حدیث میں ایک کپڑے کا لفظ تو ہے لیکن ننگے سر کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔

غ : جب ایک کپڑے کا لفظ آگیا تو خواہ مخواہ ننگا سر ثابت ہو گیا۔ کیونکہ ایک کپڑے میں سارا بدن کیسے ڈھانپا جاتا ہے۔

س : بھائی! اس حدیث سے سر ننگا ثابت کرنا سینہ زوری ہے۔ ننگے سر کا لفظ دکھاؤ۔ ضروری نہیں ایک کپڑا ہو تو سر ضرور ننگا ہو جائے۔ ایک بڑی چادر کے اندر آدمی اچھی طرح لپٹ جائے تو سر بھی ڈھک جاتا ہے اور بدن بھی۔

غ : ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو ثابت ہو گیا۔ اس کو آپ بھی مان گئے۔

س : بھائی! اگر اور کپڑے نہ ہوں تو ایک کپڑے میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ کام حضور علیہ السلام نے بیان جواز کے لیے کیا تھا۔

غ : دیکھو میں نے ثابت کر دیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔

س : بھائی! آپ کا حافظہ میرا خیال ہے کچھ خراب ہے۔ پہلے آپ مان چکے ہیں کہ ایک آدھ دفعہ کیا ہوا کام سنت نہیں ہوتا سنت دوامی

ہوتی ہے نہ کہ ہنگامی۔ اگر ایک کپڑے میں نماز سنت ہے تو آپ کی مساجد میں یہ سنت ذبح ہو رہی ہے۔ آج ہی آپ اعلان فرمائیں کہ چھ چھ کپڑے پہن کے نماز جو بھی پڑھتا ہے وہ بدعتی ہے کیونکہ آپؐ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔

غ : ہم چھ چھ کپڑے کب پہنتے ہیں؟

س : بھائی ذرا گننا۔ شلوار، قمیص، بنیان، ٹوپی، جیکٹ، جرابیں۔ آپ مردہ سنت کو زندہ کریں جو آدمی اتنے کپڑوں میں نماز پڑھ رہا ہو اس کے سارے کپڑے اتار دیں کسی کی صرف جراب رہنے دیں اور کسی کی ٹوپی۔ کسی کا صرف قمیص تا کہ "ثوب واحد" پر عمل ہو جائے اور سب سے پہلے آپ مع اہل و عیال خود بھی عمل کریں۔ یہ نرالی منطق سمجھ نہیں آتی کہ ایک کپڑے سے ننگا سر مراد لیا جائے۔ کل کوئی آدمی اس سے صرف تہبند مراد لے لے۔ کیا آپ اس کی تردید کریں گے۔ وہ یہی حدیث پڑھ کر آپ کو سنائے گا یا ایک کپڑے سے مراد صرف عمامہ لے لیتا ہے۔ آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

غ : ابو داؤد میں بھی ایک حدیث آتی ہے کہ شریک نامی ایک شخص نے ٹوپی سامنے رکھ کے نماز ادا کی تھی۔

س : برادر! آپ نے پہلے کہا تھا کہ صرف قرآن و حدیث سے دلائل ہوں گے۔ اب یہ شریک نامی شخص پیغمبر تھا؟ ہرگز نہیں۔ صحابیؓ تھا؟ ہرگز نہیں۔ یہ کوئی تابعی یا تبع تابعی ہے اور ابو داؤد کا باب دیکھیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔ اس کے پاس سترہ بنانے کے لیے کوئی

چیز نہیں تھی۔ اس نے ٹوپی کو بطور سترہ کے استعمال کیا۔ لہٰذا پاک پیغمبر علیہ السلام سے ننگے سر نماز آپ ثابت نہ کر سکے۔ اور نہ ہی صحابہؓ کرام سے۔ تم کیسے اہل حدیث ہو کہ نہ ماننے پر آؤ تو صحیح مرفوع احادیث کا انکار کر دو۔ جبکہ تمہارے مسلک کے خلاف ہوں۔ اور جب مسلک کے مطابق ہوں تو تابعی یا تبع تابعی کی بات منوانے کے لیے لٹھ اٹھائے پھرتے ہو۔ نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ (مشکوۃ) جب مسح فرماتے ہیں تو ایک ہاتھ سے عمامہ مبارک کو معمولی اوپر اٹھاتے ہیں اور ایک ہاتھ سے مسح فرماتے ہیں۔ اتنی دیر تک بھی ننگے سر رہنا پسند نہیں فرماتے کہ عمامہ کو اتار کر نیچے رکھ دیں اور مسح فرمالیں اور امتی ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھے۔ اکثر گلیوں بازاروں میں ننگے سر پھریں اور کہلائیں اہل حدیث۔ اپنے علاوہ باقی سب کو مرتد فاسق کہیں اس کو حضور علیہ السلام کس طرح پسند فرمائیں گے۔

غ : کوئی آدمی جان بوجھ کر ننگے سر نماز پڑھ لے تو کیا نماز نہیں ہوتی؟ یا اس میں کیا حرج لازم آتا ہے؟

س : برادر محترم! میں آپ کے سوال کی دوسری شق کا پہلے جواب دیتا ہوں کہ اس میں کیا حرج ہے؟ حرج تو یقیناً ہے کیونکہ عیسائیون سے مشابہت لازم آتی ہے۔ عیسائیوں کو عبادت کرتے ہوئے آپ نے دیکھا ہو گا۔ سارے ننگے سر عبادت کرتے ہیں۔ جبکہ صحیح حدیث سے صراحتاً ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہیں تو پھر بھی اسی طرح نماز پڑھنے میں یقیناً حرج ہے جس کو فتاوئی علماء حدیث میں علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ اب

آپ کے سوال کی شق اول کا جواب دیتے ہیں کہ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ عرض یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی بامر مجبوری ننگے سر نماز پڑھتا ہے یعنی اس کے پاس کپڑا نہ ہو یا سر میں کوئی تکلیف ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر سستی سے سر ننگا رکھتا ہے تو اس میں یہودیوں سے مشابہت ہے۔ قرآن میں آتا ہے یہود کے بارے میں کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے سستی کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالٰی

غ : ہمارے اہل حدیث علماء نے بھی اس مسئلہ پر کچھ لکھا ہے یا نہیں؟

س : بھائی صاحب! سردست تو میرے پاس فتاویٰ علماء حدیث ہے وہ آپ کو دکھا دیتے ہیں۔ یہ آگیا جی فتاویٰ علماء حدیث میرے ہاتھ میں جلد ۴ ہے اس کا ص ۲۸۱ ہے۔ یہ دیکھو تعصب لاپرواہی اور فیشن کی بنا پر

(۱) ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے خود یہ عمل نہیں کیا۔

(۲) کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو۔ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۸۷ ج ۴)

(۳) سنت اور استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۸۷ ج ۴)

(۴) حضرت عمرؓ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۲۸۷ ج ۴)

(۵) غرض کسی حدیث میں بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں، محض بے عملی یا بد عملی یا کسل کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ (فتاویٰ علماء حدیث ج ۴ ص ۲۸۸)

(۶) کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔ (ایضاً)

(۷) ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے۔ اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ (ایضاً" ص ۲۸۹ ج ۴)

(۸) ابتدائی عہد اسلام کو چھوڑ کر جبکہ کپڑوں کی قلت تھی، اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی ﷺ یا صحابہ کرامؓ نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو اس لیے اس بد رسم کو جو پھیل رہی ہے، بند کرنا چاہیے۔ (ایضاً" ص ۲۹۱ ج ۴)

(۹) اگر تعبد اور خضوع اور خشوع کے لیے عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ شبہ ہوگا۔ (ایضاً")

(۱۰) اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد و خشوع و خضوع کی علامت نہیں۔ اگر کسل اور سستی کی وجہ سے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ ولا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالی (نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر) غرض ہر لحاظ سے ناپسندیدہ عمل ہے۔

(ایضاً) تلک عشرۃ کاملہ

بھائی جان! ذرا دیکھیں قریب قریب دس جگہ سے آپ کو عبارت دکھائی دے رہی ہے۔

عبارت بالا میں سے عبارت نمبر ۵ کو دیکھیں کہ آپ کے علماء فرماتے ہیں کہ اس کو سنت سمجھنے والے جہلاء ہیں۔

عبارت نمبر ۶ میں فرمایا ننگے سر نماز پڑھنا ضد اور قلت عقل سے ہے۔

عبارت نمبر ۷ سے ثابت ہوا کہ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عبارت نمبر ۸ سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ ننگے سر نماز پڑھنا عادت بد ہے اور یہ رسم ہے جو پھیل رہی ہے' اسے بند کرنا چاہئے۔

عبارت نمبر ۹ سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ نصاریٰ یعنی عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

عبارت نمبر ۱۰ سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ منافقوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

عبارت نمبر ۳ سے ثابت ہوا کہ ننگے سر نماز پڑھنا سنت اور مستحب بھی نہیں۔ اور ہم آپ کو آپ کے علماء کی یہ عبارت بھی دکھا چکے ہیں کہ ننگے سر نماز حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

جب ننگے سر نماز پڑھنے سے منافقین اور عیسائیوں سے مشابہت ہے اور نبی علیہ السلام کا عمل بھی نہیں ہے تو آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں؟ یا تو ننگے سر نماز پڑھنا چھوڑ دیں یا پھر مذکورہ القاب کو اپنے سر کا

[کام] ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔

غ : ہم یہ فتاویٰ شتاویٰ نہیں مانتے، ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ یہ فتاوے شتاوے ہمارے ہاں معتبر نہیں ہیں، قرآن وحدیث کافی ہیں۔

س : میرے بھائی! اگر ہر عامی کے لیے قرآن وحدیث بغیر کسی استاد کے کافی ہوتے تو آپ کے علماء یہ کتابیں کیوں لکھتے؟ جب قرآن وحدیث موجود ہیں تو آپ کے علماء کو یہ کتابیں لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا قرآن وحدیث نامکمل ہیں؟

غ : ہمارے علماء نے کوئی فتاویٰ نہیں لکھا، وہ صرف قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں۔

س : بھائی! آپ کے علماء نے فتاویٰ علماء حدیث لکھا ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ فتاویٰ اہل حدیث بھی لکھا ہے، فتاویٰ ستاریہ، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ برکاتیہ، فتاویٰ نذیریہ وغیرہ لکھے ہیں بلکہ اسی فتاویٰ علماء حدیث میں کافی علماء کے فتوے موجود ہیں۔

غ : فتاویٰ علماء حدیث تو ہمارے ہاں کوئی معتبر اور مستند کتاب نہیں ہے۔

س : پیارے! یہ صرف جان چھڑانے کا بہانہ ہے۔ فتاویٰ علماء حدیث آپ کے ہاں مستند ہے اور معتبر بھی ہے۔ جب یہ طبع ہوا تو آپ کے علماء نے مارے خوشی کے جو اس پر ترانے گائے تھے، آپ کو

ابھی دکھا دیتا ہوں۔

(۱) جلد ۳ کے آغاز میں ص ۱۶ پر یہ عبارت موجود ہے کہ "جو کچھ پیش کیا گیا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔"

(۲) "سعیدی صاحب ہماری جماعت کے محقق بزرگ اور اہل علم ہیں۔ انہوں نے گوشہ نشینی میں رہ کر ہی کتاب وسنت کی تعلیمات کو بڑے حسین انداز میں لوگوں تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھایا ہے" (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۶)

(۳) "انہوں نے استفتاء کے جواب میں براہ راست کتاب وسنت سے دلائل پیش کیے ہیں" (ایضاً)

(۴) "فاضل مرتب مبارکباد کے مستحق ہیں" (ایضاً)

(۵) "ہم تمام قارئین اہل حدیث سے گزارش کریں گے کہ وہ ضرور اس سے استفادہ کریں" (ایضاً" ص ۱۷)

(۶) "جو ایک طرف عوام کے لیے نور بصیرت ثابت ہو گا" (ایضاً")

(۷) "ان علماء کے حق میں دعاء مغفرت کریں" (ایضاً" ص ۱۱)

(۸) "بغیر تغیر کے فتاویٰ کو پیش کر دیا گیا ہے" (ایضاً" ص ۱۲)

(۹) احسان الٰہی ظہیر صاحب مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ (ایضاً)

(۱۰) "ہر لائبریری میں ایسی کتابوں کا ہونا اشد ضروری ہے" (ایضاً" ص ۱۷) تلک عشرۃ کاملہ

مندرجہ بالا حوالہ جات کو خوب پڑھیں بار بار دیکھیں۔ کیا ان تائیدی کلمات کے ہوتے ہوئے بھی فتاویٰ علماء حدیث غیر معتبر اور غیر

معتبر ہے؟ جس کتاب کی غیر مقلدین نے اس قدر تحسین کی ہو، وہ آپ کے ہاں غیر معتبر کیسے؟

ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے اب بھی اگر آپ ننگے سر نماز پڑھیں گے تو کم از کم آپ اہل حدیث کہلوانے والوں میں تو شمار نہیں ہوں گے۔ ع

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

ع : یار آپ نے مجھے خاصا پریشان کر دیا ہے۔

س : بھائی! دلائل وحقائق کے سامنے سر کو خم کر دینا چاہیئے چاہے وہ اپنے مسلک کے خلاف کیوں نہ ہو۔ اگر اس واسطے پریشان ہو کہ اب تک ننگے سر نماز پڑھ کر سخت غلطی کی ہے تو یہ پریشانی اور ندامت تو مبارک ہو۔ اور اگر اس لیے پریشان ہو کہ میرے دلائل کو غالب ہونا چاہیئے تھا تو یہ سخت غلطی ہے۔

چوڑی ٹانگیں

غ : آپ نے میرے پاؤں کھول کر کھڑے ہونے پر اعتراض کیا ہے۔

س : اعتراض صرف مسئلہ معلوم کرنے کے لیے تھا۔ چونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ دل کھول کے باتیں پوچھو۔

میرے بھائی! آپ جس طرح نماز میں کھڑے تھے' بازو چڑھا کے' گردن اکڑا کے' ٹانگیں چوڑی کر کے' سینے پر ہاتھ باندھ کے اور سینہ آگے نکال کے' سر ننگا کر کے' انصاف سے بتایئے اگر ایک غیر مسلم آپ کی اس عبادت کو دیکھے تو کیا تاثر لے گا کہ بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے کھڑا ہوا ہے یا ایک پہلوان اکھاڑے میں اتر کر کشتی کی تیاری کر رہا ہے؟

بھائی صاحب! بجائے تعصب مذہبی کے برائے مہربانی غور کریں اور سوچیں کہ غلام کو اپنے آقا کے سامنے اسی طرح کھڑا ہونا چاہیے جس طرح آپ کھڑے تھے؟ میرا خیال ہے آپ بھی اس کی تائید کریں گے کہ کوئی شریف بچہ اپنے باپ کے سامنے اس طرح کھڑا ہونا پسند نہیں کرے گا' کوئی مرید اپنے پیر کے سامنے اس طرح کھڑا ہونا پسند نہیں کرے گا تو اپنے رب کے سامنے کیونکر کوئی ایسی کیفیت کے ساتھ کھڑا

ہونا پسند کرے گا؟

پھر انصاف کی دعوت دیتا ہوں کہ ایک طرف سنی نمازمیں کھڑا ہو اور دوسری طرف غیر مقلد تو باادب کون معلوم ہوتا ہے؟

غ : پاؤں کتنے چوڑے رکھنے چاہئیں؟

س : یہ سوال آپ پر ہے کہ جتنے پاؤں چوڑے کرو گے' دو فٹ یا تین فٹ' اور پھر چوڑائی کی مقدار حدیث شریف میں دکھاؤ گے۔

غ : دو تین فٹ کا لفظ تو حدیث شریف میں نہیں البتہ اتنا سنا ہے کہ اپنے پاؤں اتنے چوڑے رکھو کہ جو کندھوں کے برابر ہوں۔

س : اگر آپ صحیح حدیث شریف میں دکھلا دیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ پاؤں اتنے چوڑے رکھو کہ اپنے کندھوں کے برابر ہو جائیں' تو میں اس حدیث پر عمل کروں گا۔

غ : یہ حدیث نہیں ہے؟

س : جی نہیں!

غ : یہ بھی سنا ہے کہ پاؤں اتنے چوڑے رکھو کہ آدمی جتنے پر آسانی سے کھڑا ہو جائے۔

س : یہ بھی حدیث شریف سے ثابت نہیں۔

غ : یار آپ ہر بات پر حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں' میں اتنی حدیثیں کہاں سے لاؤں؟

س : اس لیے کہ آپ کا دعویٰ یہی ہے کہ ہم قرآن وحدیث سے

باہر نہیں جاتے۔ پہلے تو بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہو کہ ہم جو مسئلہ بھی لیتے ہیں، صرف قرآن وحدیث سے لیتے ہیں تو اب کہتے ہو حدیثیں کہاں سے لاؤں، اس کا مطلب ہے کہ آپ کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے۔

غ : میں کئی حدیثیں دکھا سکتا ہوں کہ کندھے کے ساتھ کندھا اور ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ ملانے کا حکم خود اللہ کے رسول ﷺ نے دیا ہے۔

س : میرے پیارے بھائی! جب آپ حدیثیں دکھا دیں گے تو ہم بھی ان پر عمل کر لیں گے۔ ہمارا احادیث پر عمل کرنا یہ ہماری جیت ہوگی، ہار نہیں ہوگی کیونکہ صحیح بات کو ماننا شکست نہیں ہوا کرتی بلکہ فتح ہوتی ہے۔

غ : یہاں آپ کے پاس بخاری شریف ہے؟

س : جی ہے۔ خیر تو ہے؟

غ : بخاری میں ٹخنے ملانے کا حکم ہے، میں ابھی مسئلہ صاف کر دیتا ہوں۔

س : برادر! اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے آپ نے حضور علیہ السلام کا حکم دکھانا ہے۔ چلو میں آپ کو اس بات کی چھٹی دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے خود کندھے کے ساتھ کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملایا ہو تو بھی ہمارے لیے سر آنکھوں پر۔

غ : جلدی بخاری لاؤ۔

س : پیارے یہ دیکھو آ گئی بخاری شریف۔
غ : دیکھو جی بخاری شریف کا ص ۱۰۰ ج ا ہے۔ امام بخاری باب باندھتے ہیں کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملانے کا۔ قال النعمان سے امام بخاری حدیث بیان فرماتے ہیں۔
س : پیارے ! اس روایت کی سند نہیں ہے۔
غ : اگلی حدیث کی تو سند ہے۔
س : لیکن اس میں نہ آپ علیہ السلام کا حکم ہے اور نہ ہی آپ کا عمل ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ٹخنے کو عربی میں کعب کہتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی بخاری شریف سے لفظ کعب دکھا دیں۔
غ : کعب کا لفظ تو نہیں۔
س : میرے بھائی ! اب بخاری شریف آپ کے سامنے ہے۔ امام بخاریؒ کئی لاکھ احادیث کے حافظ تھے' اگر ان کے پاس ٹخنہ ملانے والی کوئی باسند صحیح حدیث ہوتی تو وہ اپنی صحیح میں اسے ضرور درج کرتے۔ جو باب آپ نے مجھے دکھایا ہے' اس میں آپ ﷺ سے ٹخنے ملانے کا نہ حکم ثابت ہوا اور نہ ہی عمل۔
غ : چلو بخاری میں نہیں تو ابو داؤد اور موطا امام مالک میں تو یقیناً ہی ہے۔
س : بھائی ! کوئی بات نہیں' ابو داؤد شریف اور دوسری کتب بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ آ گئی جی ابو داؤد شریف۔ اس کا ص ۹۷ ج ا ہے' اس

میں پورا باب ہے۔

اس میں ایک حدیث تو ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ "شیطان کے لیے درمیان میں فاصلہ نہ چھوڑو"

دوسری روایت میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام ہماری صفوں میں آکر صفیں درست فرماتے، ہمارے کندھوں اور سینوں کو ہاتھ لگا کر برابر کرتے۔

تیسری حدیث میں آیا ہے قاربوا بینھما وحاذوا بالاعناق "قریب قریب ہو جاؤ اور گردنوں کو برابر رکھو"

چوتھی روایت میں حاذوا بین المناکب "کندھوں کو برابر کرو" ہے

ان روایات میں اعناق اور مناکب کے ساتھ لفظ حاذوا آیا ہے جس کا معنی ہے "برابر رکھو" محاذات کا معنی چمٹاؤ کوئی بھی نہیں کرتا۔

اگر حاذوا بین المناکب کا ترجمہ کندھے سے کندھا ملانا کرو گے تو پھر یقیناً روایت نمبر ۳ میں حاذوا بین الاعناق میں بھی یہی ترجمہ کرنا پڑے گا کہ گردنیں ملاؤ۔ پھر اس پر عمل غیر مقلدین بھی نہیں کرتے۔ جہاں کندھے ملاتے ہیں، گردنیں بھی ملائیں۔ ذرا میرے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور گردن کے ساتھ گردن ملا کر دکھائیں۔

غ : یہ دیکھو ٹخنے کا لفظ بھی ابو داؤد شریف سے مل گیا ہے۔ نعمان.

بن بشیرؓ فرماتے ہیں میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھ والے آدمی کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا رہا تھا اور اپنا گھٹنا اپنے ساتھ والے کے گھٹنے سے ملا رہا تھا اور اپنا ٹخنہ اپنے ساتھ والے کے ٹخنے سے ملا رہا تھا۔

س : چلو ان پر عمل کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ یہ چاروں چیزیں آدمی ملا بھی سکتا ہے یا نہیں؟

غ : کون کون سی چار؟ (۱) گردن سے گردن (۲) کندھے سے کندھا (۳) گھٹنے سے گھٹنا (۴) ٹخنے سے ٹخنہ۔ یہ چاروں تو نہیں مل سکتیں۔

س : میرے پیارے! آج ہی اپنی مسجد میں جماعت کے وقت ذرا غور سے دیکھیں کون کون ان چار چیزوں کو ملاتا ہے؟ آپ حضرات کہتے ہیں لیکن عمل صرف کندھے والے لفظ پر کرتے ہیں، گردن بھی نہیں ملاتے اور گھٹنا بھی نہیں ملاتے، ٹخنہ بھی نہیں ملاتے۔ صرف چھوٹی انگلی کے ساتھ چھوٹی انگلی ملاتے ہیں جس کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

غ : جب ان چاروں پر عمل نہیں ہو سکتا تو اللہ کے رسول ﷺ نے حکم کیوں دیا ہے؟ نبی علیہ السلام کو اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ عمل تو ہو نہیں سکتا، حکم کیوں کر رہا ہوں؟ آخر نبی علیہ السلام کی سمجھ معاذ اللہ آپ سے کم تھی؟

س : برادر! جناب رسول اللہ ﷺ کسی ایسی چیز کا حکم نہیں فرماتے جو امت کے لیے نا ممکن العمل ہو۔ باقی ان احادیث سے جو معنی آپ

نے سمجھا ہے' وہ غلط ہے اسی لیے آپ کو نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے میں مشکل پڑ رہی ہے۔ جس پر عمل ہی نہ ہو سکے' وہ آقا ﷺ کا فرمان کیسے ہو سکتا ہے؟ جناب نبی کریم ﷺ تو ہر وقت امت کی سہولت کی فکر میں رہتے۔ کبھی فرماتے ہیں اگر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیتا اور عشاء کو موخر کر کے پڑھنے کا حکم کرتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایسے کام کا حکم کبھی نہیں فرماتے جس پر امت عمل ہی نہ کر سکے۔

غ : آپ کا مقصد ہے کہ میں ان احادیث کا معنی صحیح نہیں سمجھا؟

س : جی ہاں! آپ معنی ہی غلط سمجھے ہیں۔

غ : تو پھر اس کے علاوہ کندھا' گردن' گھٹنا اور ٹخنہ ملانے کا کیا معنی ہو گا' مجھے سمجھا دیں۔

س : اب بات کی ہے کرنے کی۔ سب سے پہلے بخاری شریف کو لیتے ہیں۔ اس کی جامع شرح ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں المراد بذلک المبالغة فی تعدیل الصف وسد خللہ (فتح الباری ج ۲ ص ۳۵۳) یعنی اس حکم سے مقصود صفوں کی درستگی اور درمیانی جگہ کو پر کرنے میں مبالغہ کرنا ہے۔

غ : ابن حجر تو شافعی ہیں اور ہم اہل حدیث ہیں۔ ان کی بات ہمارے واسطے کیسے حجت ہو گی؟

س : کن لوگوں کی بات آپ کے واسطے حجت ہے؟

غ : اہل حدیث علماء جو اس کا معنی کریں گے، میں تو وہی مانوں گا۔

س : اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ تقلید سے بھاگے تقلید نہ کرنے کے لیے اور پھر تقلید میں پھنس گئے؟

غ : آج آپ کی تقلید والے پٹے کو بھی توڑوں گا، اس پر بھی بات ہو گی۔

س : ان شاء اللہ، ہو گی۔

غ : بہرحال گردن، کندھا، ٹخنہ اور گھٹنہ ملانے کا علماء اہل حدیث نے کیا معنی بیان کیا ہے، جلد دکھاؤ۔ معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس علماء اہل حدیث کی کوئی کتاب اس مسئلے پر نہیں ہے۔

س : بھائی صاحب ! آپ سے وعدہ جو کیا ہے، ضرور پورا کروں گا۔ علماء اہل حدیث کی تصریحات دکھاؤں گا لیکن سوال یہ ہے کہ آپ ان کی مانیں گے۔

غ : کیوں نہیں مانوں گا؟ وہ تو بات ہی قرآن وحدیث کی کرتے ہیں۔

س : یہ میرے ہاتھ میں فتاویٰ علماء حدیث ہے، اس کی پوری عبارت آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ دیکھو جلد ۳ ص ۲۰، ۲۱

"رہی یہ بات کہ ٹخنے سے مراد ٹخنہ ہی ہے یا قدم ہے تو صحیح یہی ہے کہ قدم ہے کیونکہ جب تک پاؤں ٹیڑھا نہ کیا جائے، ٹخنہ سے ٹخنہ نہیں مل سکتا تو گویا دونوں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے کھڑا ہونا پڑے گا جس میں کئی خرابیاں ہیں :

۱۔ زیادہ دیر تک اس طرح کھڑا رہنا مشکل ہے۔
۲۔ انگلیاں قبلہ رخ نہیں رہتیں۔
۳۔ بار بار حرکت کرنا پڑتی ہے جو نماز میں خضوع کے منافی ہے۔
۴۔ اس قسم کے کئی نقصان ہیں۔

اس لیے ٹخنہ سے ٹخنہ مراد نہیں ہو سکتا بلکہ قدم مراد ہے۔ بعض لوگ قدم زیادہ چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں جس سے کندھے نہیں ملتے، وہ غلطی کرتے ہیں۔"

غ : خیر یہ تو ہماری تصدیق شدہ کتاب ہے جس کی تائید میں آپ نے مجھے پہلے بہت کچھ دکھایا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے کسی اہل حدیث عالم نے کچھ فرمایا ہے؟

س : جی ہاں، وہ بھی آپ کو دکھا دیتے ہیں۔ یہ میرے ہاتھ میں صلوٰۃ النبیؐ مولانا خالد گرجاکھی کی ہے۔ اس کتاب کا ص ۱۵۰ دیکھیں۔ لکھا ہے

"بعض لوگ ٹخنے سے ٹخنہ ملانے میں تکلف کرتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں کا حلیہ بگڑ جاتا ہے اور پاؤں سیدھا رہنے کے بجائے آگے سے تنگ اور پیچھے سے کھلے ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں الکعب بالکعب والمنکب بالمنکب تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ صف سیدھی کرنے کے لیے ٹخنوں کندھوں کو برابر کرو۔ یہاں پر باء تسویہ کے لیے ہے، الصاق

کے لیے نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ جس طرح ہم تکلف کے ساتھ ٹخنے ملاتے ہیں' اسی طرح تکلف کے ساتھ کندھا بھی ملائیں حالانکہ کندھا مل ہی نہیں سکتا۔ یہاں صرف یہ مراد ہے کہ صف سیدھی کرو کندھے کے برابر کندھا اور ٹخنے کے برابر ٹخنہ ہو۔"

گرجاکھی صاحب کی اس عبارت سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) ٹخنے سے ٹخنہ ملانا تکلف ہے۔

(۲) پاؤں کا حلیہ بگڑ جاتا ہے۔

(۳) پاؤں آگے سے تنگ پیچھے سے کھلے ہو جاتے ہیں۔

(۴) اہل حدیث حدیث کا صحیح معنی نہیں سمجھے۔

(۵) حدیث سے مقصود صف کا سیدھا رکھنا ہے۔

(۶) حدیث کا مقصود ہے کندھے اور ٹخنے برابر رکھو۔

(۷) یہاں باء تسویہ (برابر کرنے) کے لیے ہے۔

(۸) یہاں باء الصاق (ملانے) کے لیے نہیں ہے۔

(۹) کندھا کبھی مل ہی نہیں سکتا۔

(۱۰) جتنے اہل حدیث ٹخنہ ملاتے ہیں' اپنے پاؤں کے حلیے بگاڑ لیتے ہیں۔

تلک عشرۃ کاملہ

غ : اس کے علاوہ بھی کسی کتاب میں ہے؟

س : جی ہاں! خواجہ محمد قاسم (گوجرانوالہ) غیر مقلد کی کتاب "قد قامت الصلوۃ" ہے۔ اس میں سے بھی آپ کی تسلی کرا سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب رقمطراز ہیں:

"کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ ٹانگیں چوڑی کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاؤں تو مل جاتے ہیں، کندھے نہیں ملتے" (ص ۱۳۷)

"ٹخنہ ملانے والی روایات میں زکریا بن ابی زائدہ جو مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے" (ص ۱۳۶)

اب آپ کے علماء بھی ٹخنے والی روایت کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ آپ کا کیا فیصلہ ہے؟

غ : میرا وہی فیصلہ ہے جو میرے علماء کا فیصلہ ہے۔ یقیناً وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور جھوٹ بھی نہیں بولتے تو میں ان کی بات کو تسلیم کیوں نہ کروں؟

س : کیا یہ تقلید نہیں؟

مسئلہ تقلید

غ : تقلید تو آپ کرتے ہیں اور یہ شرک ہے۔ شرک سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے کیونکہ مشرک تو جنت میں نہیں جائے گا۔

س : پیارے ! پہلے شرک کی تعریف فرمائیں اور پھر تقلید پر شرک کی تعریف فٹ کر کے دکھائیں۔

غ : شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے خواہ ذات میں یا صفات میں یا علم میں۔

س : بھائی جان ! تقلید کی تعریف ارشاد فرمائیں۔

غ : کسی امتی کی بات کو بے دلیل مان لینا' یہ تعریف ہے تقلید کی۔

س : یہ تعریف آپ نے کس حدیث شریف سے اخذ کی ہے؟

غ : حدیث سے تو نہیں لی اور نہ ہی تقلید کی تعریف حدیث میں ہے بلکہ ہم نے علماء سے ایسے ہی سنی ہے۔

س : آپ نے اس تعریف کی تصدیق کی تھی یا ویسے ہی مان لیا؟

غ : جب علماء بیان کرتے ہیں' تقریر فرماتے ہیں تو ان کے وعظ میں یا تقریر میں اٹھ اٹھ کر ہر ہر مسئلے پر کب حدیث پوچھی جاتی ہے؟ ایسے ہی ان کی بات مان لی جاتی ہے۔

س : جب آپ نے تقلید کی تعریف سن کر اپنے علماء پر اعتماد کر کے

تعریف مان لی اور کسی کتاب میں نہ دیکھی، تو اسی کا نام تقلید ہے۔ آپ اپنے مولوی کی تقلید کرتے ہیں اور ہم امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ تقلید شرک کیسے ہوئی؟

غ : ذرا آپ بھی تقلید کی تعریف فرما دیں۔

س : تقلید کہتے ہیں "کسی ماہر شریعت کی راہنمائی میں شریعت پر عمل کرنا"

غ : آپ کی تعریف غلط ہے۔ بلکہ تقلید تو پٹہ ڈالنے کو کہتے ہیں اور پٹہ جانور کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔

س : پہلے تو بھائی صاحب! آپ نے شرک والا فتویٰ ہم پر لگایا، اب جانور بھی کہہ رہے ہو اور شرماتے بھی نہیں ہو۔ تقلید کا معنی پٹہ ڈالنا کہاں ہے؟

غ : تقلید کا لفظ قلادہ سے ہے اور قلادہ کا معنی پٹہ ہوتا ہے اور پٹہ جانوروں کے گلے میں ہوتا ہے۔

س : قلادہ کے دو معنی ہیں۔ ایک انسانوں سے متعلق یعنی ہار اور دوسرا جانوروں سے متعلق یعنی پٹہ۔ ہم انسانوں والا معنی یعنی ہار مراد لیتے ہیں۔

غ : قلادہ کا معنی ہار بھی ہوتا ہے یہ کسی حدیث شریف میں دکھاؤ۔

س : جب میں نے تقلید کی تعریف کے لیے حدیث کا مطالبہ کیا تھا تو فوراً" گھبرا گئے اور میں نے قلادہ کا معنی ہار کیا تو فوراً" حدیث شریف کا

مطالبہ کر دیا۔ لو آپ کا یہ مطالبہ بھی پورا کر دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے

استعارت من اسماء قلادة حضرت عائشہؓ نے حضرت اسماءؓ سے عاریۃً ہار لیا تھا (بخاری ج ۱ ص ۴۸ و ص ۵۳۲۔ مسلم ج ۱ ص ۱۶۰)

لو آپ کا زبردست مطالبہ پورا ہو گیا۔ تو اب میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ قلادہ یا تقلید اس ہار کو کہتے ہیں جو کسی کے حسن کو دوبالا کر دے' اس کے حسن کو نکھار دے' اس کے جمال کو اجال دے۔

غ : تقلید کا دوسرا معنی کیا ہے؟

س : "پٹہ ڈالنا" یہ معنی اس وقت کیا جاتا ہے جب قلادہ کی نسبت جانور کی طرف کی جائے۔ جب نسبت انسانوں کی طرف کی جائے تو وہی ہار والا معنی مقصود ہو گا۔ اب پسند اپنی اپنی ہے۔ آپ جانوروں والا پسند فرمائیں یا انسانوں والا۔ بہرحال ہم تو انسان ہیں' وہی معنی پسند کریں گے جو انسانوں والا ہے۔

غ : اچھا چلو ! آپ یہ بتائیں کہ جب قرآن وحدیث مکمل موجود ہیں' ان کے ہوتے ہوئے کسی امام کی تقلید کیوں کرتے ہو۔ کیا قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ آپ حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ کر اماموں کے پیچھے لگے ہوئے ہو جن کی بات دین نہیں ہے۔ نہ ان کی بات ماننے پر ثواب ملے گا اور نہ ان کی

بات چھوڑنے پر گناہ ہوگا۔ دیکھو ہم صرف اس امام کی بات لیتے ہیں جس کی اتباع کا حکم اللہ نے دیا ہے یعنی رسول پاک ﷺ۔ ان کی بات کو ماننے پر اجر و ثواب اور انکار پر کفر و گناہ ہے۔

س : میرے بھائی! آپ نے ہم پر دوسرا الزام لگا دیا کہ ہم حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ کر فقہ کو مانتے ہیں۔ آپ نے احناف کا موقف اور مقصد ہی نہیں سمجھا۔ اگر سمجھ لیتے تو ہرگز یہ اعتراض نہ کرتے۔

غ : تو پھر اس کے علاوہ آپ کا کیا مقصد ہے؟ ذرا مجھے بھی سمجھائیے۔

س : پیارے! ہمارے یعنی احناف کے ہاں سب سے پہلے قرآن پاک کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر مسئلہ قرآن شریف میں مل جائے تو الحمد للہ ورنہ حدیث رسول ﷺ کو دیکھتے ہیں۔ اگر مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اجماع میں دیکھتے ہیں۔ اگر اجماع میں بھی نہ ملے تو پھر فقہ سے یعنی قیاس شرعی سے مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔ فقہ کا تو چوتھا نمبر ہے۔ ہمارے ہاں تو حدیث ضعیف بھی ہو تب بھی اولیت اور فوقیت حدیث کو ہی ہوگی، قیاس کو نہیں ہوگی۔

غ : کیا قرآن و حدیث فقہ کے بغیر مکمل ہیں یا نامکمل؟ اگر مکمل ہیں تو فقہ کی کیا ضرورت ہے جو امتیوں کی لکھی ہوئی ہے۔ اگر نامکمل ہیں تو کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دین نامکمل چھوڑا ہے؟

س : میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ سوال آپ نے کہاں سے

لیا ہے؟

غ : علماء کرام سے۔

س : ہرگز نہیں۔ یہ سوال منکرین حدیث کا سوال ہے جو انہوں نے حدیث پاک کے متعلق مسلمانوں پر کیا تھا کہ کیا قرآن، حدیث شریف کے بغیر مکمل ہے یا نامکمل؟ اگر قرآن (جو خالق کا کلام ہے اور لاریب بھی ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے) مکمل ہے تو حدیث مخلوق کا کلام ہے اور لاریب بھی نہیں اور حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا تو فرمان خدا کے ہوتے ہوئے فرمان مصطفیٰ ﷺ کیونکر مانا جائے؟ خالق کے کلام کے ہوتے ہوئے مخلوق کی بات کیوں مانی جائے؟ لاریب، کتاب کے ہوتے ہوئے ظنی حدیث خبر واحد کیوں مانی جائے؟ محفوظ کلام کے ہوتے ہوئے غیر محفوظ حدیث جو آپ ﷺ سے صدیوں بعد لکھی گئی ہے، اسے کیوں مانا جائے؟

غ : منکرین حدیث کا یہ سوال غلط ہے کیونکہ حدیث قرآن پاک کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ قرآن مقدس کی تشریح وتوضیح کا نام ہے۔

س : تو پیارے! جس طرح منکرین حدیث کا اعتراض حدیث کے خلاف غلط ہے، اسی طرح آپ کا سوال فقہ کے خلاف غلط ہے کیونکہ جس طرح حدیث قرآن مقدس کی تشریح ہے بعینہ اسی طرح فقہ قرآن وحدیث کی تشریح وتوضیح کا نام ہے۔ قرآن کی وضاحت جب پیغمبر ﷺ اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں اسے حدیث کہا جاتا ہے۔ اور جب امام

فقیہ مجتہد قرآن وحدیث کو اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں تو اسے فقہ کہتے ہیں۔ فقہ قرآن وحدیث سے ہٹ کر کوئی نئی چیز نہیں ہے۔

غ : اگر فقہ کا ہر مسئلہ قرآن وحدیث کی تشریح ہے تو فقہ کا ہر مسئلہ حدیث سے ملنا چاہئے یعنی فقہ کی ہر جزئی کو یا قرآن کی کسی آیت کا ترجمہ بننا چاہئے یا کسی حدیث کا۔ پھر تو ہم مان سکتے ہیں کہ واقعی فقہ قرآن وحدیث کی تشریح ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟

س : یہ ضروری نہیں کہ فقہ کی ہر ہر جزئی ہو بہو قرآن کی آیت یا حدیث پاک ہو۔

غ : تو پھر تشریح کیسے؟

س : آپ تشریح کا معنی ہی نہیں سمجھے۔ آپ بھی مانتے ہیں کہ حدیث شریف قرآن مقدس کی تشریح ہے لیکن مشکوۃ، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی کی ہر ہر حدیث آپ قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں؟

غ : یہ تو بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

س : تو جیسے ہر ہر حدیث قرآن کی آیت سے ثابت نہ ہو سکنے کے باوجود قرآن پاک کی تفسیر بن سکتی ہے، اسی طرح فقہ کی ہر ہر جزئی بھی قرآن وحدیث سے صراحتاً ثابت نہ ہونے کے باوجود ان کی تشریح بن سکتی ہے۔ تشریح ہمیشہ اس سے زائد ہوتی ہے جس کی تشریح کی جائے۔ مثلاً کوئی پوچھے کہ قرآن کیا ہے؟ ذرا سوال پر غور فرمائیں کہ قرآن کیا

ہے؟ تو سمجھانے والا اس طرح تشریح کرے گا کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔ یہ کتاب لا شک والا ریب ہے۔ تو دیکھئے جس چیز کی تشریح کی گئی' وہ لفظ ''قرآن'' ہے اور اس کی تشریح میں بہت سے الفاظ محض بات سمجھانے کے لیے بڑھائے گئے ہیں اور بسا اوقات مزید توضیح کے لیے مثال بھی دینا پڑتی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تشریح کا ہر ہر لفظ مجھے وہاں دکھاؤ جس کی تشریح کی گئی ہے تو یہ اس کی کم عقلی ہوگی۔ اس لیے جس طرح ہر ہر حدیث کا ثبوت قرآن سے مانگنا کم عقلی ہے' بعینہ اسی طرح ہر ہر فقہی جزئی کا ثبوت حدیث سے مانگنا عقل کا قحط عظیم ہے۔

غ : فقہ کو نہ ماننے کی ایک وجہ فقہی اختلاف بھی ہے۔ یعنی ہم اس لیے فقہ کو نہیں مانتے کہ فقہ کے مسائل میں بڑا اختلاف ہے۔

س : میرے بھائی! آپ نے شاید چوری کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ یہ سوال بھی منکرین حدیث کا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم حدیث کو اس واسطے نہیں مانتے کہ حدیث میں اختلاف ہے۔ شیعہ کا کہنا ہے کہ ہم صحابہؓ کو نہیں مانتے کیونکہ صحابہؓ میں اختلاف ہے۔ پادری فانڈر کا کہنا تھا کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے کیونکہ قرآن کی قراءتوں میں اختلاف ہے۔ اور جناب! آپ کا فرمان ہے کہ ہم فقہ کو اس واسطے نہیں مانتے کہ اس کے مسائل میں اختلاف ہے۔

تو یہ آپ کا کوئی نیا شگوفہ نہیں ہے بلکہ یہی اعتراض پادریوں کا

قسم کی آیات ہیں، محکمات اور متشابہات۔ فرمایا محکمات کی اتباع کرو اور متشابہات کے پیچھے نہ پڑو۔ فرمایا جس کا دل ٹیڑھا ہوگا وہ ان کے پیچھے پڑے گا۔ تو میرے بھائی! آپ کو بھی اعتراض کے لیے صرف شاذ اقوال اور غیر مفتی بہ اقوال ملے ہیں جن کو ہم فقہ حنفی ہی نہیں مانتے۔ اعتراض کرنا ہے تو فقہ حنفی پر کر کے دیکھو۔

غ : آپ نے میرے آدھے سوال کا جواب دیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کیا فقہ کے ہر مسئلے کے ساتھ یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ مفتی بہ ہے اور یہ غیر مفتی بہ۔

س : قرآن مقدس کی آیات میں سے جس طرح ہر آیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ نوٹ نہیں دیا کہ یہ آیت محکمات میں سے ہے یا متشابہات میں سے۔ اور ہر ہر حدیث کے ساتھ نہیں بتایا گیا کہ یہ صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اسی طرح فقہ کے ہر مسئلے پر یہ نوٹ تو نہیں لگایا گیا کہ یہ مفتی بہ ہے یا غیر مفتی بہ۔ بہرحال احادیث اور آیات کا فیصلہ جس طرح علماء کرتے ہیں، اسی طرح فقہ کا فیصلہ بھی ماہرین فقہ کرتے ہیں کہ یہ مفتی بہ ہے یا غیر مفتی بہ۔

غ : حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح، ناسخ ہے یا منسوخ، اس کا ہمیں کس طرح پتہ چلے گا۔

س : جس طرح جو نوٹ منسوخ ہو جائے، اس پر ہرگز نہیں لکھا ہوتا کہ یہ سو روپے کا نوٹ منسوخ ہو گیا ہے، اس کے منسوخ ہونے کی

علامت یہ ہے کہ بازار میں نہیں چلتا۔ حدیث منسوخ ہونے کی علامت بھی خلفاء راشدینؓ کے دور سے معلوم ہوگی۔ اگر خیر القرون میں اس پر عمل ہوا ہے تو وہ حدیث صحیح اور قابل عمل ہوگی اور اگر خیر القرون میں اس پر عمل نہیں ہوا تو وہ روایت منسوخ سمجھی جائے گی۔

غ : اچھا، آپ حنفی کیوں کہلاتے ہیں، محمدی کیوں نہیں کہلاتے؟ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ حنفی ہیں یا محمدی؟

س : آج تو بھائی آپ نے وہابیوں کی ترجمانی کرتے ہوئے عقل سلیم کو بھی خیر باد کہہ دیا ہے۔

غ : وہ کیسے؟

س : آپ کا یہ سوال اسی طرح ہے جیسے میں آپ سے پوچھوں کہ آج ہفتہ ہے یا جنوری، آج بدھ ہے یا فروری؟ تو ہر عقل مند اس پر حیران ہوگا۔ کیونکہ ہفتہ اور جنوری میں کوئی تضاد ہوتا تو پھر اس قسم کا سوال ہو سکتا تھا۔ جب آج ہفتہ بھی ہو سکتا ہے اور جنوری بھی تو دونوں چیزیں آپس میں مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ سوال یوں ہونا چاہئے کہ آج ہفتہ ہے یا اتوار، یہ جنوری کا مہینہ ہے یا فروری کا؟ دن کا تقابل دن کے ساتھ ہوگا اور مہینہ کا مہینہ کے ساتھ۔ میں بھی اسی قسم کا سوال آپ سے کر سکتا ہوں کہ آپ غیر مقلد ہیں یا انسان، آپ اہل حدیث ہیں یا انسان، آپ پاکستانی ہیں یا پنجابی۔ جس طرح یہ سوال آپ کے خیال میں غلط ہیں، اسی طرح حنفی یا محمدی ہونے کا سوال بھی سرے سے غلط ہے۔

اگر آپ کا سوال ٹھیک ہے تو پھر مذکورہ تین سوالوں کا جواب عنایت فرمائیے کہ آپ اہل حدیث ہیں یا انسان، تو آخر اس کا کیا جواب آپ دیں گے سوائے گالیوں کے۔

اب سنو! اگر کوئی کہے کہ تم پاکستانی کیوں نہیں کہلاتے، پنجابی یا لاہوری کیوں کہلاتے ہو تو ہم اسے کہیں گے کہ ہم پاکستانی کہلائیں گے غیر ملکیوں کے مقابلے میں، اور پنجابی کہلائیں گے سندھیوں اور بلوچیوں کے مقابلے میں۔ اسی طرح جب غیر مسلم سوال کریں گے تم کون ہو تو ہم کہیں گے کہ ہم محمدی اور مسلمان ہیں یعنی محمدی اور مسلمان کا لفظ غیر مسلموں کے تقابل میں ہوگا اور حنفی تو شافعیوں اور مالکیوں وغیرہ کے تقابل میں استعمال ہوگا۔ آپ بھی مانتے ہیں کہ آپ کے پنجابی کہلانے سے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوتی، اہل حدیث ہونے سے انسانیت کی نفی نہیں ہوتی تو حنفی کہلانے سے محمدی ہونے کی نفی کس طرح ہو سکتی ہے؟

غ : بات امتی کی ماننی چاہیے یا پیغمبر علیہ السلام کی؟

س : امتی کی بات اگر نبی سے ٹکرا رہی ہو تو بات نبی ہی کی مانی جائے گی۔ اگر امتی کی بات پیغمبر سے ٹکرا نہ رہی ہو، بلکہ ٹکراؤ محض فرض کر لیا جائے تو اس کا علاج آپ خود ہی متعین کر لیں۔ اس کی وضاحت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ما اقتدينا باما منا الا لعلمنا انه اعلم منا بكتاب الله

وصلہ او رسولہ (حجتہ اللہ البالغہ)

"ہم تو اپنے امام کی اقتداء محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہیں۔"

منکرین حدیث بھی اسی طرح کہتے ہیں کہ بات خالق کی ماننی چاہیے یا مخلوق کی تو جواب دینے والا لامحالہ یہی کہے گا کہ خالق کی بات ماننی چاہیے۔ جب اتنی بات ہو جاتی ہے تو فوراً" کہتے ہیں کہ بخاری شریف بندوں کی کتاب ہے، مسلم ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی سب بندوں کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں۔ اللہ کی کتاب صرف قرآن پاک ہے، اس کو مانو، اسی پر عمل کرو۔ بندوں کی کتابوں کو چھوڑو۔ میرے بھائی! منکر حدیث کا طریقہ واردات آپ نے بھی اپنا لیا، اس نے خالق اور مخلوق کا چکر دے کر حدیث رسول ﷺ چھڑوا دی۔ آپ نے نبی وامتی کا چکر دے کر فقہاء کی فقہ چھڑوا دی۔ یہ سوال بھی انہیں کا چوری کیا ہوا ہے۔ آپ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور منکر حدیث اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔

غ : پیروی صرف اور صرف حضور علیہ السلام کی کرنی چاہیئے نہ کہ امتی کی۔ آپ تو امام ابو حنیفہؒ کی فقہ مانتے ہیں۔

س : ہم اتباع واطاعت تو نبی علیہ السلام ہی کی کرتے ہیں لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کی راہنمائی میں۔

غ : وہ راہنمائی کیسے؟ کیا امام کی راہنمائی کے بغیر اتباع پیغمبرؐ نہیں ہو

سکتی؟

س : جی نہیں۔ دیکھیں اس کی مثال اس طرح ہے کہ نماز باجماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی۔ امام تکبیر تحریمہ کہتا ہے۔ مقتدی بھی کہتا ہے لیکن امام کے بعد اور امام کی اتباع میں۔ امام و مقتدی دونوں کی تحریمہ اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ امام قیام کرتا ہے' مقتدی بھی قیام کرتا ہے۔ دونوں کا قیام اللہ کے لیے ہے لیکن مقتدی کا قیام امام کی اتباع میں ہوتا ہے۔ امام رکوع کرتا ہے' مقتدی بھی رکوع کرتا ہے۔ دونوں کا رکوع اللہ کے لیے ہوتا ہے لیکن مقتدی کا رکوع امام کی اتباع میں ہوتا ہے۔ امام سجدہ کرتا ہے مقتدی بھی سجدہ کرتا ہے' دونوں کا سجدہ اللہ کے لیے ہے لیکن مقتدی کا سجدہ امام کے پیچھے پیچھے اور امام کی اتباع میں ہوتا ہے۔ امام رکوع و سجدہ سے سر اٹھاتا ہے مقتدی بھی اٹھاتا ہے. لیکن امام کے بعد اور اتباع امام میں۔ اسی طرح تشہد بھی۔

الغرض نماز باجماعت میں امام ارکان نماز ادا کرتا ہے مقتدی بھی کرتا ہے لیکن مقتدی ہر عمل میں امام کے پیچھے رہتا ہے' آگے نہیں بڑھتا۔ اگر بڑھے گا تو حدیث شریف کے مطابق گدھا ہوگا۔ اب اگر کوئی غیر مسلم کہے کہ

امام کی تحریمہ اللہ کے لیے مقتدی کی امام کے لیے'
امام کا قیام اللہ کے لیے اور مقتدی کا قیام امام کے لیے'
امام کا رکوع اللہ کے لیے اور مقتدی کا رکوع امام کے لیے

امام کا سجدہ اللہ کے لیے   اور مقتدی کا سجدہ امام کے لیے،
امام کا قومہ جلسہ اللہ کے لیے   اور مقتدی کا قومہ جلسہ امام کے لیے،
امام کا تشہد اللہ کے لیے   اور مقتدی کا تشہد امام کے لیے،
امام کا سلام اللہ کے لیے   اور مقتدی کا سلام امام کے لیے،

تو یہ کہنا کہ امام تو سب کچھ اللہ کے لیے کرتا ہے اور مقتدی امام کے لیے کرتا ہے، یقیناً غلط ہے۔

یہ وہم اس غیر مسلم کو مقتدی کی اتباع سے ہوا ہے کہ یہ مقتدی جو عمل میں پیچھے ہے اپنے امام کے تو شاید یہ عبادت ہی اپنے امام کی کر رہا ہے حالانکہ وہ بے چارہ بھی اللہ کی عبادت کر رہا تھا لیکن اتباع امام میں ہم حنفی بھی حضرت محمد ﷺ کی اتباع کرتے ہیں لیکن امام کی راہنمائی میں تو غیر مقلدین نے الزام لگا دیا کہ شاید یہ تو حضور علیہ السلام کے مقابلے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی بات مانتے ہیں۔ یا تو اس غیر مسلم کی طرح غلطی لگی یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔

ہم سنت حضور ﷺ کی مانتے ہیں لیکن امام کی راہنمائی میں
ہم شریعت حضور ﷺ کی مانتے ہیں لیکن امام کی اتباع وراہنمائی میں
ہم طریقہ نماز حضور ﷺ کا لیتے ہیں لیکن امام صاحبؒ کی راہنمائی میں

غ : پھر بھی درمیان میں امام کی بات تو آ گئی ہے، خالص حضور علیہ السلام کی بات تو نہ مانی گئی۔

س : میرے پیارے بھائی! جب بھی کوئی حدیث ہم تک پہنچی ہے،

امت کے واسطے سے پہنچی ہے۔

غ : میں تو ڈائریکٹ پیغمبر علیہ السلام کی بات لیتا ہوں، امت شمت کو نہیں جانتا۔

س : اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ صحابیؓ ہونے کے دعویدار ہیں۔

غ : صحابیؓ ہونے کا دعوے دار نہیں ہوں۔ میں تو نبی علیہ السلام سے چودہ صدیاں بعد میں پیدا ہوا ہوں۔

س : جب چودہ صدیاں بعد پیدا ہوئے ہیں تو آپ تک حضور علیہ السلام کا فرمان کس نے پہنچایا ہے؟

غ : محدثینؒ نے۔

س : محدثینؒ بھی تو امتی تھے۔ محدثین کونسے نبی تھے۔ بات پھر پھرا کے پھر امت شمت پر آگئی۔ لیکن بخاری شریف یا جتنی بھی حدیث کی کتب ہیں ان میں ہر حدیث سے پہلے سند موجود ہے۔ یہ ناموں کی قطار اسے سند کہتے ہیں۔ اور سند میں سارے امتی ہوتے ہیں۔ امتی کو واسطہ بنانا پڑتا ہے۔ پھر پیغمبرؐ کی حدیث ملتی ہے۔

غ : آپ امام ابو حنیفہؒ کی بات کو کیوں لیتے ہیں۔ دوسرے ائمہ کی بات کیوں نہیں لیتے۔

س : اگر ہم کسی دوسرے امام کی بات کو لیتے تو آپ پھر بھی کہتے کہ شرک ہے کیونکہ آپ کے ہاں تقلید شرک ہے۔

غ : آپ چاروں اماموں کی بات مانیں صرف امام ابو حنیفہ کی کیوں مانتے ہیں؟

س : اگر امام ابو حنیفہؒ کی تقلید شرک ہے تو چاروں کی تقلید تو بہت بڑا ایک چار گنا بڑا شرک بنے گا۔ مجھے شرک سے نکالتے نکالتے بڑے شرک میں پھنسا رہے ہو۔ اگر ایک بت کو سجدہ حرام ہے تو چار بتوں کو سجدہ کیسے توحید بن گئی۔ واہ آپ کی منطق صرف ایک امام کی تقلید تو شرک ہے۔ لیکن چاروں کی تقلید توحید ہو گئی ہے۔

غ : آپ امام ابو حنیفہؒ کی بات کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟

س : میرے بھائی اس واسطے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ بہ نسبت دوسرے ائمہ کے نبی علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں۔ زمانہ کے اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا خیر امتی قرنی ثم الذی یلونھم ثم الذی یلونھم "بہترین میرا زمانہ اس کے بعد تابعین کے بعد تبع تابعین کا" تو نبی علیہ السلام سے قریب ترین زمانے میں امام صاحب ہوئے ہیں۔ ہم ان کی بات کو ترجیح دیتے ہیں۔

غ : آپ صحابہؓ کرام کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔

س : اگر تقلید شرک ہے تو پھر صحابہؓ کرام کی تقلید بھی شرک ہو گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام صاحبؒ کی تقلید شرک ہو اور صحابہؓ کرام کی تقلید توحید ہو؟

غ : صحابہؓ کرام کے مسائل کی کتاب کو ترجیح کیوں نہیں دیتے؟

س : صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مسائل کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں نماز روزہ حج زکوۃ کے مفصل مسائل مدون ہوں۔ یہ فقہ حنفی صحابہؓ کرام کے فتاویٰ جات ہی کا مجموعہ سمجھیں۔ اس فقہ نے یہ بکھرے ہوئے پھول جمع کر کے ایک گلدستہ امت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

غ : جب آپ کی فقہ میں قرآن بھی ہے' حدیث پاک بھی' صحابہؓ کرام کے اقوال بھی تو پھر اسے فقہ حنفی کیوں کہا جاتا ہے؟

س : یہ اسی طرح ہے، جس طرح روایت بخاری میں ہوتی ہے۔ حالانکہ حدیث نبی علیہ السلام کی ہے' مگر اسے کہا جاتا ہے یہ حدیث بخاری کی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے۔ یہ حدیث مسلم کی ہے حالانکہ وہ حدیث پیغمبر علیہ السلام کی ہے۔ حدیث مسلم کہنے کا معنی یہ ہے کہ امام مسلم کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے۔ فقہ حنفی کہنے کا معنی بھی اسی طرح یہ ہو گا کہ فتاویٰ جات بے شک صحابہؓ کرام کے ہیں لیکن یہ امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے واسطے سے ہم تک پہنچے ہیں۔

غ : آپ اپنی نسبت حضور علیہ السلام سے ہٹا کر امام ابو حنیفہؒ کی طرف کیوں کرتے ہیں۔ حقیقی باپ کے ہوتے ہوئے دوسرے کی طرف نسبت کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ نبی علیہ السلام ہمارے روحانی باپ ہیں۔ آپ بجائے محمدی کے حنفی کہلاتے ہیں۔ آپ سے تو عیسائی اچھے ہیں اپنی

نسبت اپنے نبی کی طرف کرتے ہیں۔

س : آپ کو لفظ محمدی سے اتنی محبت نہیں جتنا لفظ حنفی سے بغض ہے۔ کیونکہ آپ بھی تو محمدی نہیں کہلاتے۔ کبھی اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں کبھی سلفی کبھی اثری۔ آپ کو کون محمدی کہتا ہے۔ جولاہے کی طرح اپنے دل ہی میں تھانیدار بنے بیٹھے ہو۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا کہ کسی نے آپ کو محمدی کہا ہو۔ بلکہ وہابی' نجدی' اثری' غیر مقلد' سلفی وغیرہ سننے میں آیا ہے۔

غ : اہل حدیث ہمارا وصفی نام ہے۔ وہ ہم کہلا سکتے ہیں؟

س : کیا حنفی ہمارا وصفی نام نہیں ہے؟ ہم حنفی کیوں نہیں کہلا سکتے؟ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ سے عیسائی اچھے ہیں وہ تو عیسائی کہلائیں اور آپ سلفی کہلائیں' اثری کہلائیں۔ آپ سے سکھ اچھے ہیں سب کی داڑھیاں ہیں اور آپ کے علماء میں سے بعض کی داڑھیاں صرف ایک جو کے دانے کے برابر تھیں۔ اور بڑے علامے بھی تھے۔ آپ کی جماعت کے بزعم شما' علمبردار' ترجمان اور لیڈر بھی تھے۔ آپ کی داڑھی بھی سنت سے کم ہے۔

غ : داڑھی کٹوانا یا منڈوانا یہ ان علماء کا ذاتی فعل تھا اور میرا بھی ذاتی فعل ہے۔

س : کیا ذاتی فعل پر کوئی گرفت نہیں ہے؟ ذاتی فعل کہہ کر جان کس طرح چھڑا سکتے ہو۔ خدائی دعویٰ فرعون کا ذاتی فعل تھا یا نہیں؟

ایک آدمی شراب پیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرا ذاتی فعل ہے۔ زنا کرے، جوا کھیلے، ڈاڑھی کٹوائے، منڈوائے، چوری کرے، نماز نہ پڑھے، روزے چھوڑے اور کہے یہ میرا ذاتی فعل ہے۔ کیا اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ جو بہانہ ہمارے سامنے بناتے ہو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بھی چلے گا؟ بغض حسد کی آگ میں جل کر کسی کو عیسائی یہودی کہنا بڑا آسان ہے اور آپ میں سے اکثر کی عادت ہے۔ اس قسم کے القابات سے دوسروں کو نوازتے رہتے ہیں۔ ہم بھی آپ کو کہہ سکتے ہیں لیکن مناسب نہیں۔ بات کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے اور عمل صالح کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے۔

غ : اہل حدیث کہنا غلط ہے؟

س : اہل سنت کہنا غلط ہے؟

غ : اہل سنت اور اہل حدیث ایک شئے ہے ان کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔

س : پیارے ان کو ایک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان دو کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ہمارا نام اہل سنت والجماعت رکھا ہے۔ اہل حدیث نہیں رکھا۔ نہ ہی سلفی اثری رکھا ہے۔ اگر نبی علیہ السلام نے حنفی کہلانے کا حکم نہیں دیا تو سلفی اثری وہابی نجدی اہل حدیث کہلانے کا حکم کب دیا ہے؟

غ : اہل سنت والجماعت کا لفظ اللہ کے نبیؐ نے خود فرمایا ہے، وہ

کہاں ہے؟

س : میں ذرا کتاب میں دیکھ کر بتاتا ہوں۔ یہ آگئی تفسیر در منثور آیت یوم تبیض وجوہ (الایہ) کے تحت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے چہرے روز قیامت چمکتے ہوں گے وہ اہل سنت والجماعت ہوں گے۔ تفسیر ابن کثیر میں بھی اسی طرح کی حدیث موجود ہے۔

غ : اہل حدیث کا لفظ بھی ساری کتب میں ملتا ہے۔ شارحین حدیث کہتے ہیں ھکذ قال اہل الحدیث اس قسم کے لفظ بکثرت آتے رہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اہل حدیث نبی علیہ السلام کے دور سے چلے آرہے ہیں ان کو کیسے غلط کہا جا سکتا ہے۔

س : آپ کو زبردست ٹھوکر لگی ہے یا لگا دی گئی ہے۔ کتابوں میں مورخین کے بارے میں اہل تاریخ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مفسرین کے لیے اہل تفسیر کا لفظ آتا ہے۔ اسی طرح محدثین کے لیے اہل حدیث کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ غیر مقلدین کے لیے نہیں۔ آپ کسی حدیث شریف میں یا شرح حدیث میں دکھا دیں کہ فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہا گیا ہو۔ اب کوئی شخص نیا فرقہ بنالے اور کہے میں اہل تفسیر ہوں کتابوں میں نام آتا ہے تو غلط ہو گا۔ دوسرا شخص فرقہ بنا لے اور کہے کہ میں اہل تاریخ ہوں کتابوں میں نام آتا ہے تو غلط ہو گا۔ تیسرا شخص فرقہ بنالے اور کہے میں اہل قرآن ہوں کیونکہ ترمذی شریف میں ہمارا نام آتا ہے تو غلط ہو گا۔ اسی طرح منکر فقہ اپنا نیا فرقہ بنا کے کہے میں اہل

حدیث ہوں کتابوں میں نام آتا ہے تو غلط ہو گا۔ دیکھیں پرویزی منکرین حدیث اپنے آپ کو اہل قرآن کہلواتے ہیں اور دلیل پیش دیتے ہیں کہ ترمذی باب الوتر میں حدیث آئی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا "اے اہل قرآن وتر پڑھو" اب منکرین حدیث کہتے ہیں۔ یہ ہمیں کہا گیا ہے۔ ہم ہر جگہ چلا چلا کے تھک گئے کہ انگریز کے دور سے پہلے کسی منکر حدیث کو اہل قرآن کہا گیا ہو یا دنیا میں منکرین حدیث کا اہل قرآن کہلوا کر کوئی فرقہ موجود ہو ثابت کیا جائے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں جب سے قرآن ہے اہل قرآن بھی ہیں۔ اگر قرآن سچا ہے تو اہل قرآن بھی سچے ہیں۔ آپ کا بھی وہی نعرہ ہے کہ اہل حدیث حضور علیہ السلام کے دور سے چلے آرہے ہیں۔ جب سے حدیث ہے اہل حدیث بھی ہیں۔ اگر حدیث سچی ہے تو اہل حدیث بھی سچے ہیں۔ حالانکہ انگریز کے دور سے پہلے منکر فقہ اہل حدیث نام کا فرقہ پوری کائنات میں نظر نہیں آتا۔ چلو کسی حدیث میں دکھا دیں کہ منکر فقہ کو اہل حدیث کہا جاتا ہو۔

غ : اہلحدیث ہوں یا اہل سنت والجماعت دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں۔

س : بہت سخت بھولے ہو یا بھلوا دیا گیا ہے۔

حدیث صحیح بھی ہوتی ہے، ضعیف بھی، حسن بھی، مرسل بھی، معضل بھی، منقطع بھی، مرفوع بھی، موقوف بھی، مقطوع بھی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی اقسام ہیں۔ آپ پتہ نہیں کس کو مانتے ہیں۔ صحیح

اہل حدیث یا ضعیف اہل حدیث۔ مرسل اہل حدیث ہیں یا حسن اہل
حدیث۔ موقوف اہل حدیث ہیں یا مقطوع اہل حدیث۔
سنت ضعیف نہیں ہوتی' اہل حدیث اور اہل سنت ایک کیسے ہو
سکتے ہیں۔ جبکہ
اہل سنت ائمہ کی تقلید کرتے ہیں'
موجودہ مروجہ اہل حدیث تقلید کو شرک کہتے ہیں۔
اہل سنت تین طلاق کو تین ہی کہتے ہیں۔
جبکہ غیر مقلد مروجہ اہل حدیث تین کو ایک کہتے ہیں شیعہ کی طرح۔
اہل سنت اولیاء کرام کا احترام کرتے ہیں۔
جبکہ غیر مقلد ائمہ کرام اولیاء کرام کی بے جا خامیاں نکالتے ہیں۔
اہل سنت صحابہ کرامؓ کو معیار حق سمجھتے ہیں
جبکہ غیر مقلد صحابہ کرام کو معیار حق نہیں سمجھتے۔
اہل سنت صحابہ کرامؓ کے فعل کو بھی سنت کہتے ہیں
جبکہ غیر مقلد جمعہ کی پہلی اذان کو عثمانی بدعت کہتے ہیں۔
اہل سنت نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں
جبکہ غیر مقلد اہل حدیت دعا نہیں کرتے بلکہ بدعت کہتے ہیں۔
اہل سنت فقہ کے قائل ہیں
جبکہ غیر مقلد اہل حدیث فقہ کے منکر ہیں۔
اہل سنت قبر میں عذاب و ثواب کے قائل ہیں
جبکہ موجودہ غیر مقلد اہل حدیث اس کے قائل نہیں ہیں۔

اہل سنت حیاۃ النبی علیہ السلام کے قائل ہیں
جبکہ غیر مقلد اس کے قائل نہیں۔
اہل سنت بیس تراویح سے کم کے قائل نہیں
جبکہ غیر مقلد آٹھ کے قائل ہیں۔
اہل سنت حضور علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کو ثواب سمجھتے ہیں
جبکہ غیر مقلد اہل حدیث اسے حرام کہتے ہیں۔
اہل سنت نبی علیہ السلام کی سماع عند القبر درود و سلام کے قائل ہیں
جبکہ غیر مقلد منکر ہیں۔
اہل سنت بھینس کی قربانی جائز سمجھتے ہیں
جبکہ غیر مقلد اہل حدیث حرام سمجھتے ہیں۔
اہل سنت گھوڑے کی قربانی حرام سمجھتے ہیں
جبکہ غیر مقلد اہل حدیث حلال سمجھتے ہیں۔
اہل سنت نماز میں قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھنا ناجائز سمجھتے ہیں
جبکہ غیر مقلد صحیح سمجھتے ہیں۔
اہل سنت کے ہاں جنبی عورت قرآن شریف نہیں پڑھ سکتی۔
غیر مقلد اہل حدیث کے ہاں پڑھ سکتی ہے۔
اہل سنت کے ہاں ساس کے ساتھ بد فعلی سے بیوی حرام ہو جاتی ہے
جبکہ اہل حدیث کے ہاں بیوی حرام نہیں ہوتی۔ (نزل الابرار)
اہل سنت کے ہاں روضہ رسول ﷺ محترم ترین مقام ہے
جبکہ غیر مقلدین کے ہاں بدعت ہے گرانا واجب ہے (عرف الجادی)

اہل سنت جنازہ آہستہ پڑھتے ہیں
جبکہ غیر مقلد اہل حدیث جنازہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔
اہل سنت رکوع میں مل جانے والے کی رکعت کو شمار کرتے ہیں
جبکہ غیر مقلد کہتے ہیں اس کی رکعت نہیں ہوئی (توضیح الکلام)
اہل سنت قومہ میں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں
جبکہ سندھ کے غیر مقلد اہل حدیث قومے میں ہاتھ باندھ لیتے ہیں۔
اہل سنت منسوخ احادیث پر عمل نہیں کرتے
جبکہ غیر مقلد انہیں پر عمل کرنا جہاد عظیم سمجھتے ہیں۔
اہل سنت مغرب کی اذان کے بعد نفل نہیں پڑھتے
جبکہ غیر مقلدین ویسے تو نفلوں کے دشمن ہیں لیکن یہاں ضرور پڑھتے ہیں۔
اہل سنت نماز میں عاجزی سے کھڑے ہوتے ہیں
جبکہ غیر مقلد اکڑ کے کھڑے ہوتے ہیں۔
اہل سنت کے ہاں مرد و عورت کی نماز کی ادائیگی میں بعض جگہ فرق ہے۔
غیر مقلدین کے ہاں مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔
اہل سنت کے ہاں نابالغ امام نہیں بن سکتا
جبکہ غیر مقلدین کے ہاں امام بن سکتا ہے۔
اہل سنت کے ہاں فاتحہ قرآن پاک میں شامل ہے
جبکہ غیر مقلدین کے ہاں فاتحہ قرآن میں نہیں۔

اہل سنت کے ہاں تہجد اور تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں
جبکہ غیر مقلدین اہل حدیث کے ہاں تہجد اور تراویح ایک چیز ہیں۔
اہل سنت کے ہاں وتر تین ہیں
جبکہ غیر مقلدین اہل حدیث کے نزدیک وتر ایک ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سارے مسائل ہیں جن میں اہل سنت اور غیر مقلد اہل حدیث کا خاصا اختلاف ہے۔ اہل سنت اور اہل حدیث ایک چیز کا نام کیسے بن گیا جبکہ حدیث اور سنت ایک چیز نہیں ہے جس طرح اشارتاً" یا صراحتاً" گزر چکا ہے تو اہل سنت اور اہل حدیث بھی ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

غ : کیا اپنی نسبت حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی کی طرف کرنا جائز ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے کہ نہیں؟

س : میرے پیارے! بعض صحابہ کرامؓ علوی اور بعض صحابہ کرامؓ عثمانی کہلواتے تھے۔ (بخاری ص ۴۳۳ ج ۱) اگر حنفی شافعی نسبت غلط ہے اور غیر نبیؐ کی طرف ہے تو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ جن کی طرف صحابہؓ نے نسبت کی ہے وہ بھی تو امتی تھے وہ کونسے نبی تھے۔ تو وہ کیسے ٹھیک ہو گئی۔ بس میرے دوست جب بھٹکتے ہو بھٹکتے ہی چلے جاتے ہو۔ بس حنفیوں پر اعتراض کرنا ہے۔ حنفیوں کو رگڑنا ہے۔ اس کے ضمن میں بے شک صحابہ کرامؓ پر فتویٰ لگتا ہے تو لگ جائے۔ اگر اہل حدیث یا محمدی کے علاوہ کوئی نسبت حرام ہوتی تو صحابہ کرام علوی

مثال کی نسبت کبھی اختیار نہ کرتے۔

غ : حضور علیہ السلام کے بعد کسی امام کی ضرورت ہے؟

س : زندگی متحرک ہے۔ نت نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں آخر وہ کس سے لینے ہیں۔

غ : حضور علیہ السلام سے لیں۔

س : حضور علیہ السلام تو نہیں ہیں۔

غ : امام صاحب بھی تو نہیں ہیں۔

س : امام صاحب کی فقہ موجود ہے۔

غ : حضور علیہ السلام کی حدیث موجود ہے۔ آج کل کونسا امام ہے جو آپ کے پیش آمدہ مسائل کو حل کرتا ہے؟

س : ہمارے امام اعظم تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

غ : آخر کیا وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا دین ایک سو سال تک کام دے سکا اور امام کی فقہ قیامت تک کے لیے کافی ہو۔ کیا حضور علیہ السلام کی حدیث صرف سو سال تک کے لیے ہی تھی؟

س : میرے پیارے غصے کو تھوک دیجیے۔ ائمہ کرامؒ نے کوئی الگ دین نہیں بنا لیا۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ جو خیر القرون کے امام ہیں نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں خوشخبری سنائی تھی کہ ایک شخص فارس سے اٹھے گا اگر ایمان ثریا ستارے تک بھی پہنچ چکا ہو گا وہاں سے بھی لا کر لوگوں کے سامنے پیش کر دے گا۔ احادیث مقدسہ میں کافی اختلاف

ہے۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ بعض جگہ حضور علیہ السلام ایک حکم صادر فرماتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد دوسرا حکم صادر فرماتے۔ اب حدیثیں دونوں ہوتی ہیں۔ ایک کام کے کرنے والی اور دوسری نہ کرنے والی۔ ہم پندرہویں صدی میں ان کے ناسخ منسوخ کا فیصلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔

دیکھو صحابہؓ نے آپ کے سامنے گوہ کھائی ہے

اور ابو داؤد میں حدیث آتی ہے کہ آپؐ نے منع فرمایا۔

آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (حدیث)

آپؐ کا عمل اس کے خلاف بھی ہے۔ (حدیث)

صحابہؓ کا شراب پینا ایک وقت میں حدیث سے ثابت ہے۔

بعد میں منع فرمانا بھی حدیث سے ثابت ہے۔

سر کا مسح ایک مرتبہ کرنا'

سر کا مسح تین مرتبہ کرنا۔ (ابو داؤد)

عصر کے بعد آپؐ نوافل پڑھتے تھے۔ (حدیث)

منع فرماتے تھے کہ عصر کے بعد نفل نہ پڑھو۔ (حدیث)

کلی کرنا ناک میں پانی ایک ایک مرتبہ کی حدیث ہے۔

تین تین مرتبہ والی حدیث بھی آئی ہے۔

صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا'

اندھیرے میں پڑھنا دونوں حدیثیں آئی ہیں۔

دیکھیں یہ مختلف قسم کی احادیث آرہی ہیں۔ اس قسم کی سینکڑوں احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن میں کافی تعارض و تخالف موجود ہے۔

اب ان متعارض روایات میں سے کس حدیث پر عمل جاری رہا' کس پر ختم ہو گیا۔ کونسا آپ' کا عمل آخری ہے اور کونسا پہلے زمانے کا۔ اس تعارض کو وہی ختم کر سکتا ہے جو ماہر شریعت بھی ہو ساتھ ساتھ صحابہ کرام کا ہم عصر بھی ہو۔ تو امام ابو حنیفہ تابعی ہیں اور اپنے دور کے امام مسلم ہیں۔ ہم ان سے مسائل لیتے ہیں۔ وہ ایسی روایات میں رفع تعارض کر کے ہمیں حضور علیہ السلام کے آخری عمل پر لگاتے ہیں۔ وہ حدیث کے خلاف اپنی بات منوانے پر بضد نہیں ہیں۔

غ : امام صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ یہ عمل حضور علیہ السلام کا آخری عمل ہے؟

س : امام صاحب نے پچپن حج کیے ہیں۔ صحابہ کرام میں جا کر نمازیں پڑھی ہیں۔ جو کام صحابہ کرام کو کرتے دیکھا ہے وہ آپ کا آخری عمل سمجھ کر امام صاحب محفوظ فرمالیتے اور جو روایات خیر القرون میں صحابہ نے ترک کر دیں وہ امام صاحب نے بھی ترک کر دیں۔ اگر وہ روایات قابل عمل ہوتی تو آپ' کے یار ضرور عمل کرتے۔

غ : یہ کس طرح پتہ چلا کہ صحابہ کرام کا عمل ناسخ منسوخ کے درمیان امتیاز کر سکتا ہے؟

س : نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ میرے بعد بہت سارے اختلاف ہوں گے۔ تم نے میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ جب آپ' نے خود فرمادیا کہ میری اور میرے خلفاء کی

سنت کو تھام لینا۔ اب جتنا علم ناسخ و منسوخ کا خلفاء راشدین کو ہے ظاہر ہے کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ تو ان کا عمل ہمارے واسطے نبی علیہ السلام کا آخری عمل ہی شمار ہو گا اور یہی ضابطہ امام صاحبؒ نے اپنایا ہے۔ اس واسطے ہم امام صاحب سے مسائل لیتے ہیں۔

غ : تقلید ہر ایک آدمی کے واسطے ضروری ہے یا صرف جہلاء کے لیے؟

س : جو شخص درجہ اجتہاد پر فائز نہ ہو چاہے جتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو اسے تقلید کرنی پڑے گی ورنہ کام نہیں بنے گا۔

غ : مجھے کافی ساری احادیث آتی ہیں۔ میں نے جو احادیث کا بہت مطالعہ کیا ہے کیا میں بھی تقلید کروں؟

س : آپ کو عربی آتی ہے؟

غ : نہیں ترجمے والی کتابیں دیکھتا ہوں؟

س : وہ ترجمے بھی تو کسی امتی کے کیے ہوئے ہیں۔ ان کے تراجم پر اعتماد کرنا یہ ان کی تقلید ہی تو ہے۔

غ : تقلید تو وہ کرے جو قرآن و حدیث سے واقف نہ ہو۔ جسے مسائل پر احادیث یاد نہ ہوں اور جو قرآن و حدیث کا مطالعہ رکھتا ہو اسے کسی امام کی تقلید پر مجبور کرنا تو اچھی بات نہیں ہے۔

س : تقلید امام ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بہت سی گمراہیوں سے بچا لیتی ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے تقلید غیر مجتہد کے لیے وجوب کا

درجہ رکھتی ہے۔

غ : صحاح ستہ کے مصنفین مقلد تھے یا مجتہد۔

س : بڑا خوبصورت سوال ہے۔ دیکھیں امام بخاریؒ نے بخاری شریف کئی لاکھ احادیث سے چھان کر لکھی ہے۔ امام بخاریؒ کئی لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ پھر بھی امام شافعیؒ کی تقلید کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ جیسے محدث کے لیے بھی مجتہد کی تقلید کیے بغیر چارہ نہیں۔ اگر صرف احادیث کو جان لینے سے تقلید سے جان چھوٹ سکتی ہوتی تو امام بخاریؒ غیر مقلد ہوتے۔ آپ تو کجا..... آج کے دور میں جتنا بڑا بھی کوئی عالم ہو۔ امام بخاریؒ سے زیادہ احادیث تو یاد نہیں کر سکتا۔ مسلم شریف میں تقریباً چار ہزار احادیث بغیر تکرار کے درج ہیں۔ امام مسلم بھی امام شافعیؒ کے مقلد تھے۔ امام ابو داوٗدؒ نے اپنی سنن ابی داوٗد میں چار ہزار کے قریب احادیث درج کی ہیں۔ اتنے بڑے محدث ہونے کے باوجود امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں۔ امام ترمذیؒ بھی ترمذی شریف میں چار ہزار احادیث نقل فرماتے ہیں۔ پھر بھی امام شافعیؒ کی تقلید کرتے ہیں۔ ابن ماجہ کے مصنف امام ابن ماجہؒ اپنی کتاب میں ۴۳۴۱ روایات درج فرماتے ہیں اور امام شافعی کے مقلد ہیں۔ امام نسائیؒ بھی سنن نسائی میں تقریباً چار ہزار احادیث لائے ہیں پھر بھی امام شافعیؒ کے مقلد ہیں۔ آپ کو اگر مصنفین صحاح ستہ سے زیادہ احادیث آتی ہیں تو پھر کوئی اور فیصلہ کرنا پڑے گا اگر ان سے کم یاد ہیں پھر تقلید لامحالہ کرنا

پڑے گی۔ ہم امام بخاریؒ سے پوچھتے ہیں آپ کو اتنی احادیث یاد تھیں پھر کس چیز نے آپ کو تقلید پر مجبور کیا۔ امام مسلم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ نے تقلید کیوں اختیار کی؟ امام ترمذی ؒ سے دریافت ہو سکتا ہے کہ آپ نے تقلید کی راہ کیوں اختیار کی؟ امام نسائیؒ سے پوچھتے ہیں 'کیا آپ کے ہاں احادیث کم تھیں۔ آپ نے امام کی تقلید کیوں کی؟ امام ابو داؤد سے پوچھتے ہیں آپ کو امام احمد بن حنبل کے دروازے پر کیوں جانا پڑا۔ جبکہ آپ کے پاس تو بہت سی احادیث تھیں۔ ابن ماجہ کی مجبوری بھی پوچھنی چاہیے انہوں نے تقلید کیوں کی؟

ان بزرگوں کو جاہل کہو گے یا مشرک جو فتویٰ ان اکابر پر لگاؤ گے وہ ہم پر بھی لگا دینا۔ اگر ہم مقلد ہونے کی وجہ سے مشرک ہیں تو اسلاف کیسے موحد ہوں گے۔ فتویٰ لگاتے ہوئے ذرا ہوش و حواس کا قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔

غ : امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ یہ کن کے مقلد تھے۔ اگر مقلد تھے تو مقلد کی تقلید کیسے۔ اگر مقلد نہیں تھے تو ہماری طرح وہ بھی غیر مقلد ہوئے۔

س : دانا لوگوں کی کہاوت ہے کہ نقل کے لیے عقل بھی چاہیے۔ نہ معلوم آپ نے یہ جملہ کہاں سے سن رکھا ہے کہ ائمہ اربعہ غیر مقلد تھے۔ آپ کا سوال اسی طرح ہے جس طرح کوئی یوں کہے میں کسی امام کا مقتدی بن کر نماز نہیں پڑھوں گا۔ یہی رٹ لگاتا چلا جائے۔ ہم اس

سے پوچھیں گے کیوں نہیں مقتدی بنتا؟ وہ کہے پہلے دکھاؤ یہ امام کس کا مقتدی ہے؟ یا یوں کہے کہ میں کسی نبی کا امتی نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے پیغمبرؐ کسی کے امتی نہیں ہیں۔ پہلے حضور علیہ السلام کا امتی ہونا ثابت کرو میں بعد میں امتی بنوں گا۔ پہلے امام کا مقتدی ہونا دکھاؤ میں بعد میں مقتدی بنوں گا۔ یا میں اس بادشاہ کی رعایا نہیں ہوں کیونکہ یہ بادشاہ کس کی رعایا ہے؟ میں مقلد نہیں ہوں کیونکہ ائمہ اربعہ کسی کے مقلد نہیں تھے۔ ہم بڑے پیار سے عرض کریں گے کہ امام امام ہی ہوتا ہے۔ مقتدی مقتدی ہوتا ہے۔ بادشاہ رعایا میں شمار نہیں ہوتا۔ رعایا بادشاہ نہیں ہوتی۔ پیغمبر امتی نہیں ہوتے۔ مجتہد تو مجتہد ہے وہ مقلد کیسے ہو۔ تقلید تو غیر مجتہد کرے گا جو درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہے۔ آپ کا یوں کہنا کہ ائمہ کس کے مقلد تھے۔ بھئی وہ مقلد نہیں تھے لیکن غیر مقلد بھی نہیں تھے۔ وہ مجتہد تھے۔ غیر مقلد کی تعریف ان پر فٹ نہیں آتی۔ غیر مقلد تو وہ ہوتا ہے جو خود بھی اجتہاد نہ کر سکے اور مجتہد کی تقلید بھی نہ کرے بلکہ فقہاء کو گالیاں دے اور ان کے مقلدین کو مشرک کہے۔

برادر! کبھی آپ ناراض ہوتے ہیں کہ ہمیں غیر مقلد نہ کہو بلکہ اہلحدیث کہو اور کبھی یوں ارشاد فرماتے ہو ائمہ اربعہ بھی غیر مقلد تھے۔ جو لقب اپنے لیے باعث عار سمجھتے ہو کیا صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہ کے لیے وہی لقب فخر بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

غ : یہ حنفی شافعی اسلام کی اقسام ہیں؟

س : اگر یہ اسلام کی قسمیں نہیں تو کیا کفر کی اقسام ہیں؟ (معاذ اللہ)
اگر یہ اسلام کی قسمیں نہیں تو غرباء اہلحدیث امراء اہلحدیث' سپر اہلحدیث' مسلمین اہلحدیث' علمائے اہلحدیث' لشکر طیبہ' سلفی اہلحدیث' اثری اہلحدیث' یہ کہاں اسلام میں داخل ہیں؟

یہاں تو حنفیوں کو بوجہ تقلید مشرک کہہ لیتے ہو' ذرا سعودیہ میں بھی ایک اشتہار بھیجو کہ تقلید خواہ کسی امام کی ہو' شرک ہے۔ اگر حنفی شافعی غلط ہیں تو حنبلی بھی غلط ہوں گے۔ جس کے پیچھے حج پڑھتے ہو اور ان سے چندہ بھی لیتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ہر سال مشرکین کی اقتداء میں حج پڑھتے ہیں۔

غ : یہ جتنے نام آپ نے گنے ہیں غرباء اہلحدیث' سپر اہلحدیث' مسلمین اہل حدیث' لشکر طیبہ۔ ان میں صرف ناموں کا فرق ہے۔ مسائل ان سب کے ایک ہیں اور ماخذ سب کا ایک ہے۔ مشرب سب کا حدیث رسولؐ ہے۔ جو مسئلہ لیتا ہی صرف قرآن و حدیث سے ہو' اس میں اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اختلاف تو ان لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امتیوںؒ کی طرف بھاگتے ہیں۔

س : میرے پیارے! یہ بھی آپ کا صرف حسن ظن ہے۔ یہ نام جو ہم نے گنے ہیں ان میں بھی بڑا سخت اختلاف ہے۔

غ : پیش کیجئے۔

س : سن لیجئے۔ غیر مقلد مولانا عبد الوہاب ملتانی نے امامت کا دعوئی

کیا تھا۔

(۱) کہتا ہے میں امام وقت ہوں۔ (مظالم روپڑی بحوالہ تعارف علماء اہلحدیث ص ۵۶)

(۲) امام وقت اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے۔ (ایضا" ص ۵۶)

(۳) میری بیعت مثل ابوبکرؓ صدیق کے ہوئی۔ (تعارف علماء اہلحدیث ص ۵۶)

(۴) جو امام کی بیعت کے بغیر مرے گا جاہلیت کی موت مرے گا۔ (تعارف علماء اہلحدیث ص ۵۷)

(۵) قربانی کے دنوں میں چار آنہ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر تقسیم کر دینے سے قربانی ہو جاتی ہے۔ (ایضا") نیز انڈے کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ)

یہ مسلک تھا امیر جماعت غرباء اہلحدیث کا۔ اب دوسرے وہابیوں کا خیال بھی ان کے بارے میں اسی کتاب سے سن لیجئے۔ غیرمقلد محمد مبارک صاحب فرماتے ہین۔

(۱) جماعت غرباء اہلحدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی۔ (ص ۴۸)

(۲) انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔ (ایضا")

(۳) جماعت غرباء اہلحدیث باغی جماعت ہے۔ (ایضا")

(۴) پوری جماعت مع امام واجب القتل ہے۔ (ایضا")

اب بھی کہو ہمارا آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور سنو..... غیر مقلدین حضرات فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کو بدعت کہتے ہیں۔ اکثر مساجد میں اسی دعا پر جھگڑا رہتا ہے۔ دعا نہ مانگنے والوں کے خلاف حال ہی میں ایک غیر مقلد مولوی بشیر الرحمٰن سلفی نے کتاب لکھ ماری ہے۔ اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا بدعت نہیں ہے' سنت ہے۔ اور اس پر کافی دلائل دیے ہیں۔ اور جو لوگ دعا نہیں مانگتے یعنی اجتماعی دعا ہاتھ اٹھا کر نہیں مانگے ان پر جو فتوے سلفی صاحب نے لگائے ہیں وہ بھی سن لیجئے۔

نماز بے کار الدعا ص ۵' نوخیز علماء ص ۱۰' خارجی ص ۱۱ جاہل ص ۱۳ گمراہ ص ۱۷ حدیث سے عاری ص ۱۸ منافق ص ۲۷ و ۲۸ خائن ص ۲۹ کوتاہ اندیش ص ۲۹ بدھو ص ۳۰ عقل سے پیدل ص ۳۰ کج فہم ص ۳۱ اللہ سے دور ص ۳۱ لکیر کے فقیر ص ۳۹ بے نور مولوی ص ۴۰ نام نہاد محقق ص ۴۱ و ۷۰ انتہا پسند ص ۶۰ فتنہ انگیز ص ۷۱ نفس پرست ص ۷۱ شیطان کے ہیرو ص ۵۱ الفاظ کے پجاری ص ۳۹ بے توفیق ص ۷۵ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ص ۷۲

اب بھی کہو کہ ہم میں اختلاف نہیں ہے۔ کئی دعا کو بدعت کہہ رہے ہیں۔ اور دوسرے اتنی بڑی بڑی گالیاں دے رہے ہیں۔ پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری بھینس کی قربانی کو حرام کہتے تھے۔ مولوی سلطان محمود جلال پوری حلال کہتے ہیں۔ دونوں اہل حدیث بھی کہلواتے ہیں۔ دونوں اختلاف کو مٹانے کے قائل بھی ہیں۔ دونوں فقہ سے بیزار بھی

ہیں۔ پھر یہ اختلاف کیوں ہو رہا ہے۔ آپ فرما رہے ہیں کہ ہم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور سنو...... سارے غیر مقلد اہلحدیث جنازہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں لیکن لشکر طیبہ کے مفتی مبشر صاحب فرماتے ہیں کہ جنازہ آہستہ پڑھنا ہی زیادہ قوی ہے۔ (رسالہ الدعوہ ستمبر ۱۹۹۶ء ص ۳۶ و ۳۷)

سارے وہابی کہتے ہیں بلکہ اس پر عامل ہیں کہ دعاء قنوت وتروں میں رکوع کے بعد ہونی چاہئے۔ لیکن لشکر طیبہ کے مفتی مبشر صاحب فرماتے ہیں کہ رکوع سے پہلے ہی بہتر ہے (رسالہ الدعوہ اپریل ۱۹۹۳ء) اب بھی کہو کہ ہم میں اختلاف نہیں ہے۔

غ : یہ تو موجودہ اہل حدیث اختلاف کر رہے ہیں' ہمارے پرانے بزرگوں میں کوئی اختلاف نہیں۔

س : پہلے کہہ رہے تھے کہ سرے سے اختلاف ہے ہی نہیں' اب کہتے ہو کہ پہلوں میں نہیں تھا' موجودہ میں ہے۔ آپ پر تو یہ مقولہ صادق آتا ہے "وہابی آں باشد کہ تسلیم نہ کند"

آپ کے بڑے بڑے پرانے علماء میں بھی خاصا اختلاف رہا ہے' وہ بھی ملاحظہ کرلیں۔

(۱) شوکانی صاحب اور نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں کہ بغیر خطبہ کے جمعہ ہو جاتا ہے۔ (روضہ الندیہ)

وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں بغیر خطبہ کے جمعہ نہیں ہوتا۔ (ہدیہ

المہدی)

(۲) وحید الزمان لکھتے ہیں ہر رکعت میں اعوذ باللہ پڑھنا چاہئے۔ (ہدیہ المہدی)

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ ابتداء نماز میں مسنون ہے اور بس۔ (الروضہ الندیہ)

(۳) نواب صاحب فرماتے ہیں کہ رکوع سجدہ کی تسبیحات سنت ہیں۔ (بدور الاہلہ)

وحید الزمان لکھتے ہیں کہ واجب ہیں۔ (ہدیہ المہدی)

(۴) نواب صاحب لکھتے ہیں کہ قبلہ وکعبہ لکھنا جائز ہے۔ ()

مولوی عبدالجلیل غیر مقلد کہتے ہیں حرام ہے۔ (العذاب المہین)

(۵) مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے والوں پر لعنت ()

مولوی شرف کہتے ہیں کہ عورتیں قبر کی زیارت کر سکتی ہیں۔ فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۱۵، ۳۱۶)

(۶) جمعہ کی اذان اول بدعت ہے۔ ()

جمعہ کی اذان اول سنت ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۳۵ و ج ۲ ص ۱۷۹)

(۷) مولوی ثناء اللہ صاحب جرابوں کے مسح کے قائل ہیں۔ ()

شرف الدین صاحب قائل نہیں ہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۱)

(۸) مسجد کا محراب یہود ونصاریٰ سے مشابہت ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۷۶)

جوناگڑھی لکھتے ہیں مسجد میں محراب جائز ہے۔ (ایضاً")

(۹) ننگے سر نماز جائز ہے۔ (ثنائیہ ص ۵۲۳)
ننگے سر نماز منافقین اور عیسائیوں سے مشابہت ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ج ۴ ص ۲۹۱)

(۱۰) منی پاک ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث)
منی ناپاک ہے (ایضاً" ج ۱ ص ۴٫۲)

برادرم ! ذرا ٹھنڈے دل سے سوچ کر جواب ارشاد فرمائیں کہ یہ مولوی جن کے نام میں نے گنوائے ہیں' یہ اہل حدیث غیر مقلد ہیں حدیث کے دعوے دار بھی ہیں اور مشرب بھی ایک ہے لیکن پھر بھی ان میں شدید اختلاف ہے۔ پاک پلید کا اختلاف' حرام وحلال کا اختلاف موجود ہے' آخر کیوں؟

یہ اختلافات آپ کو بطور نمونہ دکھائے ہیں ورنہ ان کے اختلافی مسائل آپ کو سنائے جائیں تو آپ تھک جائیں گے اور ان کے اختلافات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ آپ جو فرما رہے تھے کہ پرانے اہل حدیث کے آپس میں اختلافات بالکل نہیں ہیں تو آپ کی تسلی کے لیے اتنا کافی ہے۔

غ : امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ دونوں امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ یہ دونوں اپنے استاد سے سخت اختلاف کرتے ہیں۔ اپنے استاذ کی بات نہیں مانتے تو آپ ہمیں کس طرح مجبور کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ کی بات مانو۔ جن کی بات ان کے اپنے شاگرد نہ مانتے ہوں تو ہم کس طرح

مانیں؟

س : امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے امام صاحبؒ سے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ وہ تو قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہمارا استاذ سے کوئی اختلاف نہیں (شامی)

غ : فقہ کی تمام کتب میں اختلاف ملتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے یوں کہا، امام ابو یوسفؒ نے ان کے خلاف یوں کہا، امام محمدؒ نے یوں کہا تو یہ اختلاف نہیں تو اور کس بلا کو اختلاف کہا جاتا ہے؟

س : میرے بھائی ! اللہ تعالیٰ آپ کو حق گو علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے اور علماء کا ادب واحترام نصیب فرمائے۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے، لاعلمی کی بنا پر کہا ہے۔ فقہ کی کتب میں جو اختلاف آپ کو نظر آ رہا ہے، وہ اس طرح ہے کہ کوئی سوال کوئی معما امام صاحبؒ کی مجلس میں آ جاتا تو امام ابو حنیفہؒ خود ہی اس کے کئی جوابات ارشاد فرماتے۔ انہیں جوابات میں سے امام ابو یوسفؒ ایک جواب کو راجح قرار دیتے کہ استاذ جی آپ کے جملہ جوابات میں سے مجھے یہ جواب زیادہ پسند اور اقرب الی الصواب نظر آتا ہے۔ اسی طرح امام محمدؒ بھی کوئی جواب زیادہ پسند فرماتے۔ بظاہر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا جواب امام صاحبؒ کے جواب کے خلاف نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً سارے جواب امام صاحب کے ہیں۔ اسی کو کتب میں درج کیا گیا ہے جو آپ کو اختلاف نظر آ رہا ہے، وہ در حقیقت اختلاف نہیں ہے۔

غ : جب سارا کچھ ہے ہی امام ابو حنیفہؒ کا تو پھر یہ اختلاف تو نہ ہوا۔ اور جس طرح آپ نے یہ مسئلہ سمجھایا ہے اس سے تو ساری بات ہی بے غبار ہو کر نکھر گئی ہے لیکن اس کا کوئی حوالہ کتابوں میں نہیں ملتا کہ کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ سارے جوابات امام صاحبؒ کے ہوتے تھے۔

س : عقود رسم المفتی علامہ ابن عابدینؒ کی کتاب ہے جو مفتی حضرات پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اس میں یہ سارا قصہ اشعار کی صورت میں مذکور ہے۔

غ : دیوبندی بریلوی دونوں امام ابو حنیفہؒ کے مقلد بھی ہیں اور ایک دوسرے کو کافر بھی کہتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتے۔ تو ان دونوں میں سے کون جنت میں جائے گا۔ آخر ایک تو ان میں سے جھوٹا ہے۔ ان دونوں میں سے امام صاحبؒ کس کا ساتھ دیں گے؟

س : (۱) جماعت مسلمین کے غیر مقلدین دوسرے غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، دوسرے غیر مقلدین کے ساتھ رشتے ناطے کو حرام سمجھتے ہیں اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔

اب فیصلہ آپ پر ہے کہ دونوں جماعتیں قرآن وحدیث پر عمل کی دعویدار ہیں، ان میں سے آخر ایک جماعت تو ضرور جھوٹی ہے تو کون سی جنت میں جائے گی؟

(۲) غرباء اہل حدیث کراچی والے اپنے امام کی بیعت کو فرض

قرار دیتے ہیں اور جو غیر مقلدین امام کی بیعت کے بغیر مرجاتے ہیں' ان کی موت کو جاہلیت یعنی کفر کی موت کہتے ہیں۔

اس کے برعکس دوسرے غیر مقلدین پیر' بزرگ اور مرشد کی بیعت کو بدعت کہتے ہیں۔ اب غرباء اہل حدیث کے نزدیک دیگر اہل حدیث جاہلیت کی موت مر رہے ہیں اور دوسروں کے نزدیک غرباء اہل حدیث والی جماعت بدعتی جماعت ہے۔ آپ بتائیں کہ ان دونوں میں سے کون جنت میں جائے گا جبکہ یہ دونوں اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہیں۔

(۳) غرباء اہل حدیث کے بارے میں مولوی محمد مبارک نے قتل کا فیصلہ کیا تھا جس طرح کہ پہلے گزر چکا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ جماعت ملحدین کی جماعت ہے۔ اب یہ دونوں اہل حدیث کہلواتے ہیں' ان میں سے کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں؟ آپ ذرا ان کا فیصلہ فرمادیں' میں دیوبندی بریلوی کا فیصلہ بھی کر دیتا ہوں۔

(۴) یوتھ فورس اور لشکر طیبہ کے درمیان جو اختلاف ہے' اللہ کی پناہ۔ ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی۔ ایک کی جماعت کا مولوی قتل ہو جائے تو دوسرے کہتے ہیں وہ مردار ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف لعنت تک بھیجی گئی ہے۔ آپ ان دونوں جماعتوں کے بارے میں فیصلہ فرمادیں کہ کون جنت میں جائے گا۔ میں بھی دیوبندی اور بریلوی کا فیصلہ کرتا ہوں۔

غ : آپ نے بجائے جواب دینے کے الٹا مجھ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ آپ میرے سوال کا جواب دیں۔

س : ان سوالات کے اندر ہی آپ کے سوال کا جواب چھپا ہوا ہے۔ جو آپ جواب دیں گے' میرا بھی وہی جواب ہو گا۔ کیا آپ کے سوال اور میرے سوالات ایک ہی قسم کے نہیں؟

بہرحال ! دیوبندی بریلوی میں سے جن مقلدین کا عقیدہ ٹھیک ہے' وہ تو جنت میں جائیں گے اور جن کا عقیدہ ہی غلط ہو' وہ بے شک امام صاحب کا مقلد کہلائے' وہ غیر مقلد ہی ہو گا' مقلد نہیں ہو گا۔

یہ رسومات مثلاً" جلوس' میلاد' ختم' تیجہ' ساتواں' دسواں' چالیسواں' عرس' ڈھول باجا' قوالی' مزارات پر کنجر نچانا' میلے لگانا' پیروں کو سجدے کرنا' مزارات پر سجدے کرنا اور منتیں نذریں ماننا' گیارہویں شریف' غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا' نبی ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا' اپنی حاجات غیر اللہ کے سامنے پیش کرنا یہ چیزیں اگر امام صاحب کی فقہ میں مل جائیں تو پھر تو امام کے پکے مقلد ہوئے۔ اور اگر یہ رسومات مذکورہ نہ قرآن میں ہوں نہ حدیث پاک میں نہ فقہ حنفی میں ان کا ثبوت ملے تو پھر یہ رسمیں کرنے والے غیر مقلد ہی ہوں گے' ان کو مقلد کہنا ٹھیک نہیں ہو گا۔ بہرحال آپ بھی مذکورہ چار سوالات کا جواب تیار رکھیں۔

غ : دیکھیں' آپ اور شیعہ دونوں امام کو معصوم سمجھتے ہیں۔

س : ہم معصوم نہیں سمجھتے۔

غ : قولاً" معصوم نہیں سمجھتے ہو اور نہ کہتے ہو' لیکن عملاً ان کو معصوم ہی سمجھتے ہو۔

س : دیکھو جھوٹ بولنا ہر ایک کے ہاں حرام ہے لیکن شاید آپ کے نزدیک اپنے مسلک کی پاسداری کے لیے جھوٹ بولنا عین کار ثواب ہے۔

غ : وہ کیسے؟ میں نے یہ جھوٹ تو نہیں بولا کہ مسئلہ امامت میں آپ کا اور شیعہ کا مسلک ایک ہے۔

س : یہ تو میں آگے جا کر بتاؤں گا کہ شیعہ اور وہابی آپس میں کس قدر شیر و شکر ہیں اور کتنے مسائل میں ہم خیال ہیں۔ فی الحال اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ شیعہ اور اہل السنت کے ہاں تصور امامت میں کتنا فرق ہے۔

(۱) شیعہ کے ہاں امامت منصوص من اللہ ہوتی ہے۔
ہمارے ہاں نہیں ہوتی بلکہ یہ عقیدہ خلاف اسلام ہے۔

(۲) شیعہ کے ہاں امامت کا درجہ نبوت سے بلند ہے (حیاۃ القلوب)
ہمارے ہاں یہ عقیدہ کفر ہے۔

(۳) شیعہ کے ہاں امام اللہ کے نور سے جدا ہوتے ہیں۔ (اصول کافی ص ۱۱۷ بحوالہ ارشاد الشیعہ)
ہمارے ہاں یہ عقیدہ کفر اور شرک ہے۔

(۴) شیعہ کے ہاں امام دنیا و آخرت کے مالک ہوتے ہیں اور تمام اختیارات خدائی امام کے سپرد ہوتے ہیں۔ (اصول کافی ص ۲۵۹)
یہ عقیدہ ہمارے ہاں کفر اور شرک ہے۔
(۵) شیعہ کے ہاں کسی چیز کو حرام حلال کرنے کا اختیار امام کو ہوتا ہے۔
ہمارے ہاں یہ اختیار صرف اللہ کو ہوتا ہے۔
(۶) شیعہ کے ہاں متعہ سے درجہ پیغمبری حاصل ہوتا ہے۔
ہمارے ہاں متعہ اور زنا دو ہم معنی لفظ ہیں۔
(۷) شیعہ کے ہاں متعہ کے بغیر امام ہی نہیں بن سکتا (تفسیر منہج الصادقین بحوالہ ارشاد الشیعہ ص ۱۷۹)
ہمارے ہاں یہ عقیدہ سراسر گمراہی وبد معاشی ہے۔
دیکھیں ہمارے اور شیعہ کے درمیان عقیدہ امامت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ جھوٹ بول بول کر ہمیں شیعہ کے ساتھ ملا رہے ہیں۔

غ : کیا اہلحدیث اور شیعہ کے مسائل آپس میں ملتے جلتے ہیں؟

س : جی ہاں۔

غ : کون سے مسائل اہلحدیث اور شیعہ کے ایک ہیں؟

س : (۱) نواب نور الحسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں "صحابیؓ کا قول حجت نہیں ہے۔" (عرف الجادی ص ۲۰۷ ج ۱) اور یہی عقیدہ شیعہ کا ہے۔
(۲) وحید الزمان غیر مقلد عالم لکھتے ہیں "یا علیؓ یا رسول اللہؐ کہہ سکتے ہیں" (ہدیہ المہدی ص ۲۴) اور یہی عقیدہ شیعہ کا ہے۔

(۳) نیز تفضیل شیخین (جناب صدیق اکبرؓ اور جناب فاروق اعظمؓ کی تمام صحابہ پر فضیلت) پر اجماع نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۹۴) اور یہی عقیدہ شیعہ کا ہے۔

(۴) خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر بدعت ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۹۰) اور یہی عقیدہ شیعہ کا ہے۔

(۵) متاخرین علماء صحابہؓ سے افضل ہو سکتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸) اور یہی عقیدہ شیعہ کا ہے۔

(۶) آپ کے ہاں بیوی سے لواطت جائز ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸) شیعہ کا عقیدہ بھی یہی ہے الاستبصار ص ۲۴۳ ج ۲ بحوالہ ارشاد الشیعہ)

(۷) آپ کے ہاں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہے۔ یہ عقیدہ نہ امام بخاری کا ہے اور نہ ہی ائمہ اربعہ کا بلکہ شیعہ کا ہے۔

(۸) آپ بھی اجماع کے منکر ہیں۔ شیعہ بھی اجماع کے منکر ہیں۔

(۹) آپ بھی متعہ کے قائل ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸) اور یہی شیعہ کا عقیدہ ہے۔

(۱۰) اس سے بڑھ کر سنئے! غیر مقلد عالم وحید الزمان نے لکھا ہے "ہم شیعان علیؓ ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۰۰)

اب بتاؤ شیعہ اور ہم ایک ہیں یا شیعہ اور آپ ایک ہیں۔ ٹھنڈے دل سے انصاف کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگیے۔

غ : دیکھیں چار امام ہیں ہم تو کوفے کے امام کی بات نہیں مانتے بلکہ مدینہ شریف کے امام کی بات مانتے ہیں۔ آپ کوفے والے امام کی بات

مانتے ہیں۔

س : مرے بھائی! مدینے کے امام کا نام امام مالکؒ ہے۔ آپ تو ان کی بات بھی نہیں مانتے۔ یہ بھی آپ کا محض دھوکہ ہے کہ یہ کوفے والے امام کو مانتے ہیں اور ہم مدینے کے امام کی بات مانتے ہیں۔ میں ابھی بتاتا ہوں کہ آپ کا مدینے کے امام سے کتنا بڑا اختلاف ہے۔ بلکہ کئی اختلافات ہیں۔

(۱) آپ رکوع والا رفع یدین کرتے ہیں۔ مدینہ کا امامؒ کہتا ہے میں جانتا بھی نہیں رفع یدین کیا ہے۔ (مدونۃ الکبریٰ' ندوی ص ۱۶۸ ج ۱)

(۲) آپ پگڑی پر مسح کے قائل ہیں جبکہ مدینہ کا امامؒ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ (موطا مالکؒ ص ۲۳)

(۳) آپ کے نزدیک تیمم کی ضرب ایک ہے جبکہ مدینہ کے امامؒ کے ہاں دو ضربیں ہیں۔ (موطا)

(۴) آپ جہری و سری نمازوں میں مقتدی، کے لیے فاتحہ کو فرض کہتے ہیں۔ جبکہ امام مدینہؒ جہری نمازوں میں فاتحہ کی مقتدی کو اجازت نہیں دیتے۔ (موطا)

(۵) آپ کے ہاں رکوع میں ملنے والے کی رکعت نہیں ہوتی۔ جبکہ امامؒ مدینہ کے ہاں ہو جاتی ہے۔ (موطا)

(۶) آپ کے ہاں جنازے میں قرات فاتحہ فرض ہے۔ جبکہ امامؒ مدینہ فرماتے ہیں ہمارے شہر مدینہ میں اس پر عمل نہیں۔ (مدونہ)

(۷) آپ کے ہاں مسجد میں جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ امامؒ مدینہ اسے

مکروہ سمجھتے ہیں۔ (مدونہ)

(۸) آپ کے ہاں وتر ایک ہے۔ جبکہ امامؒ مدینہ کے ہاں وتر کم از کم تین ہیں۔ (موطا)

(۹) آپ کے ہاں گھوڑا حلال ہے۔ جبکہ امامؒ مدینہ کے ہاں گھوڑا حرام ہے۔ (موطا)

(۱۰) آپ کے ہاں قربانی چار دن ہے۔ جبکہ امامؒ مدینہ کے ہاں تین دن ہے۔ (موطا)

آپ کتنے ہی مسائل میں مدینے والے امام کو بھی چھوڑ گئے اور لوگوں کو اس کے باوجود غلط تاثر دینا کہ ہم مدینہ کے امام کی بات مانتے ہیں اور یہ کوفے کے امام کی۔ یہ تو سراسر غلط ہے۔ آپ نہ تو کوفے کے امام کو مانتے ہیں اور نہ ہی مدینے کے امام کو۔ بلکہ محمد جونا گڑھی اور حکیم صادق سیالکوٹی کو مانتے ہیں۔

غ : ہم تو وہ کتابیں مانتے ہیں جو مدینہ شریف میں لکھی گئی ہوں جو کوفہ اور ہند وپاک میں لکھی گئی ہوں ان کو ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔

س : تحفہ الاحوذی، نزل الابرار، بدور الاہلہ، عرف الجادی، ہدیہ المہدی، سبل السلام، صلوٰۃ الرسولؐ، سبیل الرسول، حقیقت فقہ۔ یہ کب مدینہ شریف میں لکھی گئی ہیں۔ یہ کتابیں پاک و ہند کی پیداوار ہیں۔ اور انگریز دور کے بعد لکھی گئی ہیں۔

غ : آپ میری بات ہی نہیں سمجھے۔ میری مراد ہے ہم صرف صحاح

ستہ یعنی بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی کو مانتے ہیں۔

س : یہ کتب بھی مدینہ میں نہیں لکھی گئیں بلکہ روس کے مختلف علاقوں میں لکھی گئی ہیں۔

غ : تو پھر مدینہ میں کونسی کتاب لکھی گئی ہے؟

س : میرے بھائی! آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ بخاری مسلم مدینے میں لکھی گئی ہیں۔ مدینہ میں لکھی جانے والی کتاب موطا امام مالک ہے۔ جس کے ساتھ آپ کو زبردست اختلاف ہے۔ دوسری کتاب فقہ حنفی کی معتبر کتاب در مختار علامہ علاؤ الدینؒ نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر لکھی ہے۔ دیکھیں نہ آپ مدینہ کے امام کی مانتے ہیں اور نہ ہی مدینہ کی کتاب کو مانتے ہیں۔ پھر بھی آپ اہلحدیث ہیں اور مدینے والے ہیں کتنا بڑا فریب ہے۔

غ : آپ دوسرے اماموں کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں کرتے ہیں اور ان کی فقہ کو ترجیح کیوں دیتے ہیں؟

س : اس لیے کہ امام صاحب کی فقہ شورائی ہے۔ امام صاحبؒ نے علماء کی ایک مجلس شوریٰ بنائی ہوئی تھی جو مسئلہ پیش آتا اسی شوریٰ میں رکھا جاتا۔ شوریٰ جو بھی فیصلہ کرتی اور جس مسئلہ پر متفق ہو جاتی وہ مسئلہ مدون کر لیا جاتا۔ بخلاف دوسرے ائمہ کرامؒ کے۔ ان کی فقہ غیر شورائی ہے۔ ہر ایک نے اکیلے اکیلے بیٹھ کر لکھی ہے۔

غ : چلو آپ امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کو تو مانتے ہیں اس پر عمل کرتے

ہیں لیکن آپ ان کو امام اعظمؒ کیوں کہتے ہیں؟ دیکھیں امام اعظم کا معنی ہے سب سے بڑا امام۔ جس طرح اللہ اکبر کا معنی ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو سب سے بڑے امام تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کو امام اعظم کہنا تو حضور علیہ السلام کے مرتبہ سے بڑھانے کے مترادف ہے۔

س : ہائے..... کتنا بڑا دھوکا ہے جس سے آپ لوگوں کو بد راہ کرتے ہیں۔

غ : دھوکہ کس طرح؟ آپ امام صاحب کو امام اعظم نہیں کہتے؟

س : ہم امام صاحبؒ کو امام اعظم کہتے ہیں لیکن ائمہ کے مقابلے میں۔ ہم تو امام صاحب کو صحابہؓ کرام کے مقابلہ میں بھی امام اعظم نہیں کہتے۔ چہ جائیکہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے مقابلے میں امام اعظم کہا جائے۔ اگر امام اعظم صرف حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اعظم کا لفظ لگانا گناہ ہے۔ تو پھر فاروق اعظم بھی صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ بقول آپ کے حضرت عمرؓ نہیں ہوں گے۔ صدیق اکبر ابوبکرؓ نہیں ہوں گے بلکہ صدیق اکبر صرف نبی علیہ السلام ہوں گے۔ قائد اعظم بھی محمد رسول اللہ علیہ السلام ہونگے۔ مناظر اعظم روپڑی صاحب نہیں ہوں گے۔ مناظر اعظم حضرت محمد ﷺ ہوں گے۔ خطیب اعظم شیخوپوری صاحب نہیں بلکہ صرف محمد ﷺ ہوں گے۔ پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی نہیں ہوں گے

بلکہ پیران پیر حضرت محمد ﷺ ہوں گے۔ شیخ الکل فی الکل نذیر دہلوی صاحب نہیں بلکہ شیخ الکل فی الکل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔

خدا جب عقل لیتا ہے، حماقت آہی جاتی ہے
ائمہ پر تبرا سے ضلالت آہی جاتی ہے

صرف لفظ امام اعظم سے بگاڑ پیدا نہیں ہوگا۔ پھر سارے القابات غلط ہوں گے جو امتیوں پر لگائے ہوئے ہیں۔

غ : پھر امام اعظم کا کیا مطلب ہے؟

س : جو معنی آپ نے سمجھا ہے غلط سمجھا ہے یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ دیکھیں فاروق اعظمؓ صحابہ کرام کی سطح پر ہیں۔ انبیاء کے ساتھ کوئی تقابل نہیں۔ صدیق اکبرؓ صحابہ کرام کی سطح پر ہیں انبیاء کے ساتھ کوئی تقابل نہیں۔ جب مناظر اعظم، خطیب اعظم اپنے دور کے ہم مسلک مولویوں میں ہیں انبیاء کے ساتھ کوئی تقابل نہیں ہے۔ شیخ الکل اپنے دور کے مولویوں کے مقابلے میں ہیں نہ کہ حضور علیہ السلام کے مقابلے میں۔ اسی طرح امام اعظم بھی صحابہؓ کرام کے بعد ائمہ کے مقابلے میں ہیں نہ کہ حضور علیہ السلام کے مقابلے میں۔

غ : امام ابو حنیفہؒ دیکھیں فقہ کے امام تو ہوں گے لیکن حدیث پاک کے بارے میں ان کی کوئی شہرت نہیں ہے۔ امام بخاریؒ اور دیگر ائمہ حدیث نے حدیث کے لیے کتنے سفر کیے ہیں لیکن امام صاحب نے حدیث رسولؐ کے لیے کوئی سفر نہیں کیا۔

س : یہ بھی محض فریب کاری ہے کہ امام صاحبؒ نے حدیث کے

لیے کوئی سفر نہیں کیا۔ در حقیقت یہ سوال یوسف جے پوری نے حقیقت فقہ کے اندر لکھا ہے اور سراسر جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امام صاحب کا قیام کوفے میں تھا جہاں کبار محدثین و مجتہدین موجود تھے۔ جن سے حدیث پڑھنے کے لیے لوگ خود کوفہ آیا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے طلب حدیث میں بخارا سے لے کر مصر تک تمام شہروں کا سفر کیا تھا۔ دو دفعہ جزیرہ گئے' چار دفعہ بصرہ گئے چھ سال تک حجاز میں مقیم رہے۔ مگر اس کے باوجود جزیرہ بغداد اور کوفہ کی وہ اہمیت تھی کہ امام بخاری فرماتے ہیں میں شمار بھی نہیں کر سکتا کہ مجھے بغداد اور کوفہ کتنی مرتبہ محدثین کے ساتھ جانا پڑا۔ ان حالات میں اول تو امام صاحب کو کوفہ چھوڑ کر کہیں طلب حدیث کے لیے جانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ سب کچھ کوفے میں موجود تھا۔ لیکن تاریخ سے ثابت ہے۔ امام صاحبؒ نے طلب حدیث کے لیے اس کے علاوہ بہت سارے سفر کیے ہیں۔ حدیث اور اہل حدیث ص ۵۶ و ۵۷۔ ایک آدمی لاہور میں رہتا ہو اور شیخ الحدیث موسیٰ خان صاحب دامت برکاتہم اور دیگر محدثین سے حدیث کا علم حاصل کرے اور کراچی نہ جائے تو اس کے علم کی نفی کوئی غیر مقلد ہی کر سکتا ہے نہ کہ کوئی سمجھدار۔

غ : سعودیہ والے بھی اہلحدیث ہیں وہ بھی کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ چندہ ہمیں دیتے ہیں آپ کو نہیں دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے ہیں یعنی اہلحدیث ہیں۔ مقلد یا حنفی نہیں ہیں۔ جب

حرمین شریفین تقلید سے پاک ہیں تو پھر کسی اور جگہ تقلید کی کیا ضرورت ہے۔ اور تقلید بھی کوفہ والوں کی جہاں سے کبھی خیر کی خبر نہیں آئی۔ حضرت امام حسینؓ کو جن لوگوں نے قتل کیا تھا ان سے خیر کی توقع کب ہو سکتی ہے؟

ج : پیارے یہ بھی آپ کا دھوکا اور فریب ہے کہ سعودیہ والے اہلحدیث غیر مقلد ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ حنبلی مقلد ہیں۔

(۱) سعودیہ والے مقلد ہیں جبکہ آپ غیر مقلد ہیں۔

(۲) سعودیہ والے بیس تراویح پڑھتے ہیں جبکہ آپ آٹھ پڑھتے ہیں۔

(۳) سعودیہ والے جنازہ آہستہ پڑھتے ہیں جبکہ آپ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔

(۴) سعودیہ والے تین طلاق کو تین کہتے ہیں جبکہ آپ تین کو ایک کہتے ہیں۔

(۵) سعودیہ والے تیسری رکعت کا رفع یدین نہیں کرتے جبکہ آپ کرتے ہیں۔

(۶) سعودیہ والے عند القبر درود و سلام کے قائل ہیں جبکہ آپ منکر ہیں۔

(۷) سعودیہ والے فقہ کے قائل ہیں جبکہ آپ فقہ کے ازلی دشمن ہیں۔

(۸) سعودیہ والے چاروں اماموں کا احترام کرتے ہیں جبکہ آپ کا مولوی جب تک امام پر تبرا نہ کرے اس کی تقریر نہیں بنتی۔

اب بتاؤ تمہارے ہیں یا ہمارے۔ چلو ایک اور طریقے سے آزما لو۔ آپ بھی امام خانہ کعبہ کے پاس چلیں میں بھی چلتا ہوں۔ میں کہوں گا میں امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا مقلد ہوں۔ آپ کہیں چاروں ائمہ میں سے جو کسی کی تقلید کرے وہ مشرک اور گمراہ ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید سراسر گمراہی ہے۔ پھر دیکھیں گے کہ وہ امام کعبہ ہاتھ کس کے چومتا ہے اور جوتے کس کو مارتا ہے۔ پھر دیکھیں گے کہ سعودیہ والے تمہارے ساتھ ہیں یا ہمارے ہیں۔

آٹھ تراویح کا اشتہار لکھ کر جس طرح پاکستان میں بیس تراویح والوں کو چیلنج کرتے ہو' ایک اشتہار سعودیہ والوں کی طرف بھی بھیجو۔ بڑے آرام سے پتہ چل جائے گا کہ وہ تمہارے ہیں یا ہمارے ہیں۔ اور یہ بھی دیکھیں گے کہ چندہ ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ تفسیر عثمانی مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی تفسیر ہے۔ شاہ فہد نے چھاپ کر پوری دنیا میں تقسیم کی ہے۔ اگر تمہارے ہیں تو تمہاری تفسیر تقسیم کرتے۔ دیوبندیوں کی تفسیر کبھی تقسیم نہ کرتے۔

غ : دیکھیں کوفہ والوں نے امام حسینؓ کو قتل کیا تھا۔ ان کی بات ہم کیسے مانیں؟

س : کیسا بودا اور احمقانہ سوال ہے کہ جہاں کوئی نیک آدمی قتل ہو جائے وہاں دوسرے نیک لوگوں کی بات بھی قابل عمل نہیں رہتی۔ اگر یہی بات ہے تو پھر حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں شہید کیا گیا تھا اہل مدینہ کی

بات بھی ناقابل عمل ہوگی۔

غ : آپ مجھے ایسی چیز پر مجبور کر رہے ہیں جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے بھی حکم نہیں دیا۔

س : میں آپ کو کس چیز پر مجبور کر رہا ہوں۔

غ : تقلید پر۔

س : تقلید کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے۔

غ : کہاں دیا ہے؟

س : قرآن پاک میں ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ "اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔" پوچھ کر مان لینے کا نام ہی تو تقلید ہے۔ دوسری جگہ فرمایا یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور مجتہدین کی۔"

غ : اولی الامر کا ترجمہ آپ نے مجتہدین غلط کیا ہے۔ اس کا ترجمہ تو سلاطین اور بادشاہ ہیں۔

س : دنیا کے بادشاہ بھی مسائل میں دین کے بادشاہوں کے محتاج ہوتے ہیں اور دین کے بادشاہ مجتہدین ہیں۔ قرآن پاک میں اولی الامر سے مراد اہل استنباط ہیں۔ (سورۃ نساء آیت ۸۳)

غ : تقلید کا لفظ قرآن پاک میں نہیں آتا۔ تقلید کرنے کا کیا فائدہ؟

س : جنازہ کا لفظ قرآن پاک میں نہیں ہے لہذا جنازے کا کوئی فائدہ

نہ ہوا۔ آپ کو بغیر جنازے کے دفن کر دیں گے، فکر مت کریں۔

غ : جب قرآن پاک میں تقلید کا حکم ہے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کیوں کہا ہے کہ تقلید چوتھی صدی کے بعد شروع ہوئی اور شاہ صاحب تو تقلید سے منع بھی کرتے ہیں۔

س : یہ بھی شاہ صاحب پر نرا بہتان اور افتراء ہے۔ نہ شاہ صاحب نے تقلید سے منع کیا ہے اور نہ ہی تقلید کو چوتھی صدی کے بعد بتایا ہے۔ شاہ صاحب تو اپنی کتاب "عقد الجید" میں فرماتے ہیں تقلید دو قسم ہے۔ ا۔ حرام ۲۔ واجب۔

برے لوگوں کی بری تقلید حرام ہے۔ نیک لوگوں کی اچھی تقلید واجب ہے۔ اور اسی کتاب کے ص ۶۹ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ تقلید تواتر کے ساتھ نبی علیہ السلام سے چلی آرہی ہے۔ دیکھیں اسی کتاب کے ص ۵۳ پر لکھتے ہیں کہ چار ائمہ کو چھوڑنا فساد عظیم ہے۔ اور ص ۵۶ پر فرماتے ہیں چاروں اماموں کو چھوڑنا تو سواد اعظم کو چھوڑنا ہے۔ دیکھیں شاہؒ صاحب تقلید کا حکم دیتے ہیں۔ تقلید نہ کرنے والوں کو خارج از سواد اعظم اور فسادی فرماتے ہیں۔ آپ نے کیا الزام تراشی شروع کر دی ہے کہ وہ تو تقلید سے منع فرماتے ہیں۔ آپ کے سارے سوالات تقریباً اسی قسم کے ہیں۔

غ : آپ میرے ہر سوال کو جھوٹ ثابت کر رہے ہیں۔ اگر اہلحدیث غلط ہوتے تو پیر عبد القادر جیلانی اہل حدیث نہ ہوتے۔ دیکھو وہ

رفع یدین کرتے ہیں۔ اب ان کے اہلحدیث ہونے میں کوئی شک رہ گیا ہے؟

س : شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو اہلحدیث کہنا پہلے جھوٹوں کی طرح یہ بھی بڑا جھوٹ ہے۔

شیخ صاحب امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۴۳۱) جبکہ آپ تقلید کو شرک کہتے ہیں۔

وہ حضور علیہ السلام کی ذات کو وسیلہ بنا کردعا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ (ص ۳۴) جبکہ آپ وسیلہ کے دشمن ہیں۔

وہ فرماتے ہیں زبان سے نیت کرنا اولیٰ اور افضل ہے۔ (ص ۲۰ و ۵۵) جبکہ آپ بے نیت نماز پڑھتے ہیں بلکہ زبان سے نیت کو بدعت کہتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں جب امام قرات کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ (ص ۴۳۱) جبکہ آپ اس کے منکر ہیں۔

وہ فرماتے ہیں بیس تراویح ہیں۔ (ص ۲۹۴) جبکہ آپ بیس کو بدعت کہتے ہیں۔

وہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ (ص ۴۵۷) جبکہ آپ سماع موتی کے منکر ہیں۔

اب بتاؤ کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ سنی تھے یا غیر مقلد وہابی۔ باقی اگر صرف رفع یدین سے آدمی غیر مقلد بن جاتا ہے تو شیعہ رافضی سارے

اہلحدیث غیر مقلد ہیں۔ کیونکہ آپ سے بھی زائد مقامات پر رفع یدین کرتے ہیں۔

ترک تقلید کے نتائج

غ : اگر تقلید نہ کی جائے تو آخر حرج کیا ہے؟

س : بھائی جان! تقلید چھوڑنے سے آدمی گمراہی میں پھنس جاتا ہے۔ جس آیت یا حدیث کا جو چاہا ترجمہ کیا۔ جو ترجمہ اپنے من کو بھاجائے وہی کر لیا اور دوسرے کا ترجمہ یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ میں کسی کا مقلد ہوں؟ بس یہ انکار حدیث' پرویزیت' مودودیت اور مرزائیت سب ترک تقلید کا ثمرہ ہیں۔

غ : مرزا قادیانی غیر مقلد تھا؟

س : جی ہاں۔

غ : ہرگز نہیں۔ وہ تو حنفی تھا۔

س : حنفی ہوتا تو نبوت کا دعویٰ نہ کرتا۔ امام صاحبؒ کی فقہ میں کہاں لکھا ہوا کہ نبوت کا دعویٰ کرو۔ یقیناً اس کا دعویٰ نبوت فقہ حنفی اور تقلید سے بغاوت کا نتیجہ ہے۔ اگر امام صاحبؒ کی تقلید کا ہار اپنے گلے میں سجالیتا تو دعویٰ نبوت ہرگز نہ کرتا۔

غ : میں نے سنا ہے وہ حنفی تھا۔

س : پھر وہی غلط بات۔ میں عرض کرتا ہوں اس کا نکاح سید نذیر

حسین دہلوی غیر مقلد عالم نے پڑھایا تھا۔ نکاح کے عوض ایک جائے نماز اور پانچ روپے لیے۔ نصرت بیگم اس کی بیوی اہلحدیث تھی۔ (رئیس قادیان)

(۱) آٹھ تراویح کا مرزا قائل تھا۔ (سیرۃ مہدی ص ۱۳ ج ۲۔ آپ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۲) مرزا جرابوں پر مسح کا قائل تھا۔ (سیرۃ مہدی ص ۲۶ و ۲۹) آپ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۳) جمع بین الصلوتین کا قائل تھا۔ جبکہ آپ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) مرزا گوہ کھانے کا قائل تھا۔ جبکہ آپ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۵) مرزا ہاتھ سینے پر باندھنے کا قائل تھا۔ جبکہ آپ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (بحوالہ الکلام المفید ص ۱۸۶)

اب بتاؤ مرزا قادیانی حنفی تھا یا کہ غیر مقلد تھا۔ رشتہ بھی اسے اہلحدیث دیں۔ اس کا نکاح بھی اہلحدیث پڑھائیں۔ مسائل میں بھی وہ آپ کا اور آپ اس کے ہم خیال ہوں۔ پھر بھی وہ غیر مقلد نہیں ہے تو کونسی بلا ہے؟

غ : تقلید اگر اتنی ہی ضروری ہے تو صحابہ کرام کس کی تقلید کرتے تھے؟

س : بعض صحابہ مجتہد تھے اور بعض غیر مجتہد۔ تو دوسرے صحابہؓ کرام مجتہد صحابہ کرام کی تقلید کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام کے زمانہ میں

یمن میں حضرت معاذؓ کی تقلید شخصی ہوتی رہی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلیؒ اپنی کتاب "الانصاف" میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں پھیل گئے۔ ہر شہر میں کسی نہ کسی صحابیؓ کی تقلید ہوتی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کی مکہ میں۔ حضرت زیدؓ بن ثابت کی مدینہ میں۔ حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کی کوفہ میں اور بصرہ میں حضرت انسؓ کی تقلید ہوتی تھی۔

غ : جب شاہ صاحبؒ بھی فرما رہے ہیں کہ تقلید متواتر نبی علیہ السلام سے چلی آ رہی ہے اور بعض صحابہ کرامؓ بھی دوسرے بعض مجتہدین کی تقلید کرتے تھے تو ہمارے اہلحدیث کیوں تقلید سے ناراض ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ سمجھ سے باہر ہے۔

س : بس یہی بات پوچھنے کی تھی جو آپ نے پوچھی ہے لیکن جلدی پوچھنی تھی دیر کر دی ہے۔ پیارے تقلید غیر مقلد بھی کرتے ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں۔ غیر منصوص مسائل ہم جن اکابر سے لیتے ہیں ان کو دعائیں دیتے ہیں۔ غیر مقلدین جن بزرگوں سے مسائل لیتے ہیں ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ بس فرق اتنا ہے۔

غ : کون سے مسائل ہیں جن میں ہمارے اہل حدیث تقلید کرتے ہیں؟

س : (ا) بھینس کا گوشت کھانا' دودھ پینا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ مسئلہ فقہ کا ہے۔ اس میں غیر مقلد تقلید کرتے ہیں' مانتے نہیں ہیں۔

(۲) صبح کی دو سنن ہیں، دو فرض ہیں۔ یہ حدیث میں نہیں ہے۔ فقہ میں ہے۔ غیر مقلد اس مسئلہ میں فقہ والوں کی تقلید کرتے ہیں۔

(۳) ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی کتنی رکعتیں ہیں، کتنے فرض ہیں کتنی سنن ہیں۔ یہ تقسیم حدیث میں نہیں ہے۔ غیر مقلد یہ تقسیم فقہ کی تقلید میں کرتے ہیں۔

(۴) اہلحدیث وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ یہ امام شافعیؒ کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ حدیث میں نہیں ہے۔

(۵) مسئلہ طلاق میں ابن تیمیہ کی تقلید کرتے ہیں۔

(۶) نماز میں ثناء تعوذ آہستہ پڑھنا چاہیے۔ فقہ کا مسئلہ ہے۔ اس میں غیر مقلدین اہل فقہ کی تقلید کرتے ہیں۔

(۷) امام تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہے مقتدی تحریمہ آہستہ کہیں۔ یہ مسئلہ فقہ کا ہے، حدیث میں نہیں ہے۔

(۸) امام سلام باواز بلند کہتا ہے، مقتدی آہستہ آواز سے۔ یہ مسئلہ فقہ کا ہے، حدیث کا نہیں ہے۔

(۹) رکوع سجدہ کی تسبیحات آہستہ پڑھنی چاہئیں۔ یہ مسئلہ فقہ کا ہے، حدیث کا نہیں ہے۔

(۱۰) سنتیں اکیلی پڑھی جاتی ہیں جماعت صرف فرضوں کی ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ فقہ کا ہے، حدیث کا نہیں ہے۔

(۱۱) صبح، مغرب عشاء میں مقتدی کا آمین باواز بلند کہنا اور ظہر اور عصر نماز میں نہ کہنا، یہ حدیث کا مسئلہ نہیں ہے۔

(۱۲) ایک آدمی کی تعوذ یا ثناء رہ جاتی ہے۔ اس کی نماز ہوگی یا نہیں ہوگی۔ یہ مسئلہ فقہ کا ہے' حدیث کا نہیں ہے۔

(۱۳) دو سجدوں کے درمیان ہاتھ کہاں رکھنے چاہئیں۔ یہ مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں ہے' فقہ سے ثابت ہے۔

(۱۴) قومہ میں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ حدیث کا نہیں اس میں غیر مقلد اہل فقہ کی تقلید کرتے ہیں۔

(۱۵) غیر مقلدین کی نماز کی شرائط حدیث سے نہیں ملتیں۔ شرائط میں احناف کی تقلید کرتے ہیں۔

(۱۶) غیر مقلدین کی نماز کی نیت حدیث میں نہیں ہے۔

(۱۷) اسماء الرجال میں غیر مقلدین امام ابن حجرؒ کی تقلید کرتے ہیں۔

(۱۸) روزہ فرض ہے' قربانی فرض ہے۔ یہ حدیث میں لفظ نہیں ہیں۔ احناف کی تقلید کرتے ہیں۔

(۱۹) غیر مقلدین جنازے میں جو ترتیب رکھتے ہیں یہ ترتیب حدیث پاک میں نہیں ہے۔ یعنی پہلی تکبیر کے بعد (ثناء تعوذ تسمیہ فاتحہ اگلی سورت) پانچ چیزیں' دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی تیسری تکبیر کے بعد بارہ تیرہ دعائیں اکٹھی کرنا۔ یہ طریقہ جنازہ کا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

(۲۰) غیر مقلدین کا فرضوں کے بعد دعا نہ مانگنا دور جدید کی ایجاد ہے۔ حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اگر ایسے مسائل شمار کرنا شروع کر دوں جن میں

اہلحدیث کے پاس کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ کسی نہ کسی کی تقلید یا کم از کم قیاس کرتے ہیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ لہٰذا انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

غ : اصل بات یہ ہے کہ میں بعض اہلحدیث لڑکوں کے ساتھ کام کرتا تھا۔ انہوں نے مجھے بعض کتابیں دکھائیں۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا کہ ان میں کیا لکھا ہے۔ ان کتابوں کو پڑھ کر میں نے رفع یدین شروع کر دیا۔ ٹانگیں چوڑی کرلیں۔ سینے پر ہاتھ باندھنا شروع کر دیے۔ آپ نے میرے تمام سوالات کا جواب دلائل کے ساتھ دیا ہے۔ اور مجھے اچھی طرح سمجھایا ہے۔ میری تسلی ہو گئی۔ باقی دو تین کتابیں ایسی ہیں جن سے میں متاثر ہوا ہوں ان کے بارے میں کچھ ہو جائے۔

س : کون سی کتابیں انہوں نے آپ کو دی تھیں؟ ذرا مجھے دکھائیں۔

غ : "صلوٰۃ الرسول" اور "سبیل الرسول" از حکیم صادق سیالکوٹی" جبکہ "حقیقت الفقہ" یوسف جے پوری کی۔

س : برادرم! یہی تینوں کتابیں غیر مقلد عام طور پر لوگوں کو دیتے ہیں اور گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام صاحبؒ کی تقلید سے ہٹا کر ایک جاہل حکیم سیالکوٹی کی تقلید پر لگاتے ہیں۔ یوسف جے پوری کی تقلید پر لگاتے ہیں۔ کیسا عجیب فراڈ ہے۔ تقلید سے نفرت دلوا کر پھر تقلید پر لگا دیتے ہیں۔

غ : ان کتابوں میں بھی کوئی غلط بات ہے؟
س : غیر مقلد ہو اور جھوٹ نہ بولے یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟
حکیم صادق صاحب کے جھوٹ ملاحظہ ہوں۔ یہ ہے صلوٰۃ الرسول۔
(۱) ص ۱۳۱ پر اذان لکھ کے بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بخاری میں نہیں ہے۔ یہ بخاریؒ پر تہمت ہے۔
(۲) ۱۶۱ پر، دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جائیں یا کانوں تک۔ (حوالہ بخاری مسلم کا دیا ہے۔ یہ لفظ بخاری میں نہیں ہیں۔
(۳) ص ۱۷۹ پر ایک روایت لکھی ہے (قراءۃ مسنون کے تحت) حوالہ موطا مالک کا دیا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔
(۴) ص ۱۳۵ پر، چار دفعہ اللہ اکبر والی اذان لکھ کر مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ جھوٹ ہے۔
(۵) ص ۱۳۴ پر لا یستدر کے لفظ لکھ کر بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ دونوں کتابوں پر جھوٹ ہے۔

سبیل الرسول میں جھوٹ

(۱) حدیث یوں نقل کرتے ہیں۔ افضل الاعمال الصلوۃ فی اول وقتہا حوالہ بخاری کا ہے۔ نرا جھوٹ ہے۔
(۲) طلاق ثلاثہ کے متعلق روایت لکھ کر حوالہ بخاری کا دیا ہے۔ جو بخاری میں نہیں ہے۔
(۳) اسی طرح طلاق ثلاثہ والی روایت کے ترجمے میں یکبارگی کا لفظ

بڑھایا ہے۔ جو سیاہ یا سفید جھوٹ ہے۔

(۴) امام کے پیچھے قرات فاتحہ جو واقعہ فجر کا ذکر کیا ہے اس میں حوالہ ابن ماجہ اور موطا مالک" کا بھی دیا ہے۔ حالانکہ جھوٹ ہے۔ ان کتابوں میں یہ حدیث نہیں ہے۔

اب بتاؤ کہ جب "صادق" بھی اتنے جھوٹ بول دیتے ہیں تو دوسروں کا کیا حال ہو گا۔ حقیقت الفقہ کے جھوٹ تو بے شمار ہیں لیکن چند ایک آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ اس کتاب کی اہمیت آپ کے سامنے آجائے۔

(۱) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث ضعیف ہے۔ حوالہ ہدایہ کا دیا ہے۔

(۲) سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت صحیح ہے۔ حوالہ ہدایہ کا دیا ہے۔

(۳) بجائے سبحانک اللھم کے اللھم باعد بینی زیادہ صحیح ہے۔ حوالہ شرح وقایہ کا دیا ہے۔

(۴) امام کے پیچھے فاتحہ چھوڑنے کی روایات ضعیف ہیں۔ حوالہ شرح وقایہ کا دیا ہے۔

(۵) اذا کبر الامام فکبرو یہ حدیث ضعیف ہے۔ حوالہ شرح وقایہ کا دیا ہے۔

(۶) آمین مہر قبولیت ہے۔ حوالہ ہدایہ کا دیا ہے۔

(۷) مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہے۔ حوالہ در مختار کا دیا ہے۔

(۸) رفع یدین کی احادیث بہ نسبت نہ کرنے کی قوی ہیں۔ بحوالہ ہدایہ۔

(۹) رفع یدین چھوڑنے کی احادیث ضعیف ہیں۔ حوالہ شرح وقایہ کا دیا ہے۔

(۱۰) جو رفع یدین کرے اس سے مناقشہ (جھگڑا) حلال نہیں۔ بحوالہ ہدایہ

یہ سب جھوٹ ہیں۔ کتاب کے متن کی اصل عبارت پیش کی جائے۔ غیر مقلد علماء ہرگز اصل عبارت پیش نہیں کر سکیں گے۔

میرے بھائی یہ وہ تین کتابیں تھیں جنہوں نے آپ کو بلاوجہ متاثر کیا تھا۔

نتیجہ گفتگو

غ : جن کتابوں میں اتنے جھوٹ ہیں میں تو ان کو کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ آئندہ کے لیے ایسے جھوٹ بولنے والے فرقہ سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے میری ہر مسئلہ پر خوب تسلی کرا دی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جن بزرگوں نے دین کے لیے اپنی پوری زندگیاں وقف کر دی ہیں۔ ہم چار حدیثیں یاد کر کے ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ نہ ناسخ کا پتہ ہوتا ہے نہ منسوخ کا۔ جن لوگوں نے ساری زندگی لگا کے ہمارے واسطے دین کے جملہ مسائل مدون کر کے ہمارے سامنے رکھے ہیں ان کے لیے تو دعائیں کرنی چاہئیں۔ مشکل وقت مسائل بھی انہیں سے لیں۔ اور گالیاں بھی ان کو دیں۔ یہ تو نمک حرامی کے مترادف ہو گا۔ بعض دوستوں کو میں نے ننگے سر نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور ایک ہاتھ سے سلام پر لگایا ہے۔ بعض کی ٹانگیں چوڑی کی ہیں ان کو بھی واپس لاتا

ہوں۔ جن دوستوں نے مجھے اس طرف لگایا تھا۔ پہلا سبق ان کا یہ تھا کہ جن کو غیر مقلدین اہلحدیث کے بارے میں معلومات ہوں ان سے مسئلہ نہیں پوچھنا بلکہ لاعلم اور بے تحقیق لوگوں کے پاس جانا اور ان کو تنگ کرنا ان کے ساتھ مل کر کئی دفعہ میں نے اپنے ابو کی توہین کی ہے۔ میں ان سے بھی معافی مانگوں گا۔ آج پتہ چلا کہ یہ لوگ قرآن و حدیث کا نام لے کر کس قدر جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ہر بات کو حدیث کہہ دیتے ہیں۔ جب ان کے بڑے بڑے مولویوں نے اتنے جھوٹ لکھے ہیں تو عوام کا کیا حال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ سلف صالحین کے طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ملنے کے پتے

(۱) ادارہ "العزیز" نزد جامع مسجد صدیقیہ، گلہ برف خانہ کھوکھر کی، سیالکوٹ روڈ، گوجرانوالہ

(۲) مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور

(۳) مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور

(۴) کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

(۵) مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

(۶) ابو حنیفہ اکیڈمی، مکی مسجد، ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ

(۷) مدینہ کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ

(۸) کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

نوٹ: مکالمے میں "س" سے مراد سنی اور "غ" سے مراد غیر مقلد ہے۔

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

فقہی جزئی مسائل میں اختلاف تو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے مگر کچھ عرصہ سے بعض لوگ ان مسائل میں انتہائی غلو سے کام لے رہے ہیں جس کی وجہ سے دینی حلقوں کے ان عوام الناس کو خاصی پریشانی لاحق ہو رہی ہے جو ان مسائل میں گہرا علم نہیں رکھتے۔ اس رسالے میں ایک سنی اور ایک غیر مقلد کا مکالمہ ہے جس کو عوام کے فائدے کے لیے "تحفہ اہل حدیث" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس رسالہ میں مسئلہ تقلید' ننگے سر نماز پڑھنا' نماز میں پاؤں پھیلا کر کھڑے ہونا' ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا اور خود کو محمدی یا حنفی کہلانا وغیرہ مسائل پر بحث کی گئی ہے اور تعصب سے بالاتر ہو کر مثبت انداز میں فریق مخالف کے دلائل ذکر کر کے ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے ان مسائل کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہوں گی۔ رسالہ کا انداز تحریر بھی یقیناً قارئین کے لیے دلچسپ ہو گا۔

اس ضمن میں یہ پہلی کاوش ہے۔ ان شاء اللہ العزیز آئندہ بھی اس قسم کے رسائل کے ذریعہ عوام الناس کو دینی معلومات فراہم کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔

ناظم ادارہ العزیز

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ترک تقلید پر تأسف اور گزشتہ زندگی پر افسوس ہی افسوس

"پچیس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالاخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہی۔ ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے بغیر نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں "مگر دینداروں کے بے دین ہونے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔"

آگے لکھتے ہیں۔ "ترک تقلید سے ڈرنا چاہیے" (اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء)

اب غیر مقلدین کے بڑے بڑے علماء ترک تقلید کو بے دینی کا گیٹ فرما رہے ہیں۔ ساری زندگی ترک تقلید کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا کہ عامی آدمی کے لیے یعنی غیر مجتہد کے لیے تقلید ضروری ہے۔ اس کے بغیر بے دینی کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحابہ کرامؓ تابعین عظامؒ اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان بزرگوں کی سچی عقیدت و محبت ہمارے دلوں میں پیوست فرمائے۔ آمین بحرمت النبی الامین۔